Muslims who believe in the Messiah
Mirza Ghulam Ahmad of Qadian

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ۙ یُخۡرِجُھُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ؕ

القران الحکیم ۲:۲۵۸

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

تبوک - اخاء ۱۳۹۶ھش
ستمبر - اکتوبر ۲۰۱۷ء

Scenes from 2017 National Qaza Seminar

Ahmadiyya Muslim Community USA National Calendar 2017

Date	Event	Level
January 7-8 Sat-Sun	Local Jamāʻat/Auxiliary Activities	Jamāʻat/Local
January 8 Sun	Review of 2016 Activities and Plan for 2017 Activities	Jamāʻat/Local
January 13-15 Fri-Sun	Anṣār Leadership Conference	
January 22 Sun	Sīratun-Nabī Day	Jamāʻat/National
January 27-29 Fri-Sun	Majlis-i-Ṣiḥḥat Event	
February 4-5 Sat-Sun	Local Jamāʻat/Auxiliary Activities	Jamāʻat/Local
February 11 Sat	National Āmilah Meeting (Los Angeles, CA)	Jamāʻat/National
February 11 Sat	Regional Refresher Course (Los Angeles, CA) (Afternoon)	
February 17-18 Fri-Sat	Public Affairs Seminar 2017 (Bait-ur-Raḥmān, MD)	Jamāʻat/National
February 26 Sun	Muṣliḥ Mauʻūd Day	Jamāʻat/Regional/Local
March 4-5 Sat-Sun	Local Jamāʻat/Auxiliary Activities	Jamāʻat/Local
March 18 Sat	National Āmilah Meeting (Bait-ur-Raḥmān, Silver Spring MD)	Jamāʻat/National
March 18-19 Sat-Sun	National Tarbiyat and Tahir Academy Meeting (Bait-ur-Raḥmān, MD)	Jamāʻat/National
March 25 Sat	Masīḥ Mauʻūd Day	Jamāʻat/Regional/Local
March 31-April 2 Fri-Sun	Lajna Mentoring Conference	
April 1-2 Sat-Sun	Local Jamāʻat/Auxiliary Activities	Jamāʻat/Local
April 2 Sun	Taḥrīk Jadīd Day	Jamāʻat/National
April 8 Sat	Qaḍa Orientation Seminar (Bait-ur-Raḥmān, MD)	Jamāʻat/National
April 9 Sun	Waqf-i-Nau Evaluation & Parents Day Jamāʻat	/Regional/Local
April 14-16 Fri-Sun	Marital Matters Awareness	Jamāʻat/National
April 14-16 Fri-Sun	12th Boys Trip to Jāmiʻah Canada	Jamāʻat/National
April 22-23 Sat-Sun	Local Qur'ān Conference	Jamāʻat/National
April 28–30 Fri-Sun	National Majlis-i-Shūrā	Jamāʻat/National
May 6-7 Sat-Sun	Local Jamāʻat/Auxiliary Activities	Jamāʻat/Local
May 12-19 Fri-Fri	Humanity First Awareness Week	
May 13-14 Sat-Sun	Anṣārullāh Regional Ijtimāʻ	
May 20 Sat	National Āmilah Meeting (Oshkosh)	Jamāʻat/National
May 21 Sun	Khilāfat Day	Jamāʻat/Regional/Local
27 May 25 June Sat-Sun	Ramaḍān	
June 3-4 Sat-Sun	Local Jamāʻat/Auxiliary Activities	Jamāʻat/Local
June 26 Mon	Eid-ul-Fitr	
July 1-2 Sat-Sun	Local Jamāʻat/Auxiliary Activities	Jamāʻat/Local
July 5-12 Wed-Wed	3rd Waqf-i-Nau Training Camp 2017 (Bait-ur-Raḥmān, MD)	Jamāʻat/National
July 7-9 Fri-Sun	Jalsa Sālāna Canada	
July 7-9 Fri-Sun	Spiritual Fitness Camps	
July 14-16 Fri-Sun	Jalsa Sālāna USA	
July 16-23 11th	11th Waqf-e-Nau Boys Jāmiʻah Orientation Camp (Hādī Mosque, Harrisburg, PA)	National
July 28-30 Fri-Sun	Jalsa Sālāna UK	
August 5-6 Sat-Sun	Local Jamāʻat/Auxiliary Activities	Jamāʻat/Local
August 5-20 Sat-Sun	Ḥifẓ-ul-Qur'ān Class	Jamāʻat/National
August 12 Sat	National Āmilah Meeting (New York, NY)	Jamāʻat/National
August 12 Sat	Regional Refresher Course (New York, NY) (Afternoon)	/
August 12-13 Sat-Sun	Spiritual Fitness Camps	/
25-27 August Fri-Sun	Jalsa Sālāna Germany	
September 1 Fri	Eid-ul-Aḍḥā	/
September 2-3 Sat-Sun	Local Jamāʻat/Auxiliary Activities	Jamāʻat/Local
September 8-9 Fri-Sat	Lajna Day on the Hill, Lajna Public Affairs Seminar	
September 8-10 Fri-Sun	Marital Matters Awareness	Jamāʻat/National
September 15-17 Fri-Sun	Lajna East Coast Ijtimāʻ	/
September 23 Sat	National Āmilah Meeting (Bait-ur-Raḥmān, Silver Spring, MD)	Jamāʻat/National
September 23-24 Sat-Sun	National Anṣārullāh Ijtimā	/
September 24 Sun	Taḥrīk Jadīd Day	Jamāʻat/National
October 7-8 Sat-Sun	Local Jamāʻat/Auxiliary Activities	Jamāʻat/Local
October 13-22 Fri-Sun	Taḥrīk Jadīd Collection Week	Jamāʻat/National
October 15 Sun	Religious Founders Day	Jamāʻat/National
October 27-29 Fri-Sun	Lajna Majlis-i-Shūrā	
October 28 Sat	National Āmilah Meeting (Detroit, MI)	Jamāʻat/National
October 28 Sat	Regional Refresher Course (Detroit, MI) (Afternoon)	
November 4-5 Sat-Sun	Local Jamāʻat/Auxiliary Activities	Jamāʻat/Local
November 4-5 Sat-Sun	West Coast Qur'an Conference	Jamāʻat/West Coast
November 19 Sun	Sīrat-un-Nabi Day	Jamāʻat/Regional/Local
November 25 Sat	Humanity First National Annual Telethon	
December 2-3 Sat-Sun	Local Jamāʻat/Auxiliary Activities	Jamāʻat/Local
December 9 Sat	National Āmilah Meeting (Bait-ur-Raḥmān, Silver Spring, MD)	Jamāʻat/National
December 22-24 Fri-Sun	West Coast Jalsa Sālāna	
December 26-28 Tue-Thur	Jalsa Sālāna Qadian	

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

البقرہ ۲۵۸

اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے۔ وہ ان کو اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

النُّور

ریاستہائے متحدہ امریکہ

Al-Nur

جلد ۳۹ | تبوک، اخا ۱۳۹۶ ہش — ستمبر، اکتوبر ۲۰۱۷ — ذوالحجہ ۱۴۳۸، محرم ۱۴۳۹ ہجری | شمارہ ۹،۱۰

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَ لَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۱﴾

تُو کہہ دے میں صرف اپنے ربّ کو پکاروں گا اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤں گا۔

قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا ﴿۲۲﴾

تُو کہہ دے کہ میں تمہارے لئے نہ کسی ضرر کا مالک ہوں اور نہ بھلائی کا۔

قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّ لَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۳﴾

تُو کہہ دے کہ مجھے اللہ کے مقابل پر ہر گز کوئی پناہ نہیں دے سکے گا۔ اور میں ہر گز اُسے چھوڑ کر کوئی پناہ گاہ نہیں پاؤں گا۔

(سورۃ الجن [۷۲]:۲۱ تا ۲۳)

(700 حکمِ خداوندی صفحہ 94)

اِس شمارے میں

نگران: ڈاکٹر مرزا مغفور احمد امیر جماعت احمدیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ

ادارتی مشیر: محمد ظفر اللہ ہنجرا، سید شمشاد احمد ناصر

مدیر: سید ساجد احمد

معاون مدیر: حسنیٰ مقبول احمد

ادارتی معاونین: امۃ الباری ناصر، احمد مبارک، صاحبزادہ جمیل لطیف، صادق باجوہ، محمد صفی اللہ خان، امتیاز راجیکی

لکھنے کا پتہ:

Al-Nur@ahmadiyya.us

Editor Al-Nur, 15000 Good Hope Road Silver Spring, MD 20905

قرآن کریم: دعا

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ۔ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۷)

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبّیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی معرکۃ الآراء تصنیف 'برکات الدّعا' میں تحریر فرماتے ہیں:

"۔۔۔اور اگر یہ شبہ ہو کہ بعض دُعائیں خطا جاتی ہیں اور اُن کا کچھ اثر معلوم نہیں ہوتا تو میں کہتا ہوں کہ یہی حال دواؤں کا بھی ہے۔ کیا دواؤں نے موت کا دروازہ بند کر دیا ہے؟ یا اُن کا خطا جانا غیر ممکن ہے؟ مگر کیا باوجود اس بات کے کوئی اُن کی تاثیر سے انکار کر سکتا ہے؟ یہ سچ ہے کہ ہر ایک امر پر تقدیر محیط ہو رہی ہے۔ مگر تقدیر نے علوم کو ضائع اور بے حرمت نہیں کیا اور نہ اسباب کو بے اعتبار کر کے دکھلایا۔ بلکہ اگر غور کر کے دیکھو تو یہ جسمانی اور روحانی اسباب بھی تقدیر سے باہر نہیں ہیں۔ مثلاً اگر ایک بیمار کی تقدیر نیک ہو تو اسباب علاج پورے طور میسّر آجاتے ہیں اور جسم کی حالت بھی ایسے درجہ پر ہوتی ہے کہ وہ ان سے نفع اٹھانے کے لئے مستعد ہوتا ہے۔ تب دوا نشانہ کی طرح جا کر اثر کرتی ہے۔ یہی قاعدہ دُعا کا بھی ہے۔ یعنی دُعا کے لئے بھی تمام اسباب و شرائط قبولیت اُسی جگہ جمع ہوتے ہیں جہاں ارادۂ الٰہی اُس کے قبول کرنے کا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے نظام جسمانی اور روحانی کو ایک ہی سلسلہ مؤثرات اور متاثرات میں باندھ رکھا ہے۔ پس سیّد صاحب کی سخت غلطی ہے کہ وہ نظامِ جسمانی کا تو اقرار کرتے ہیں مگر نظامِ روحانی سے منکر ہو بیٹھے ہیں! بالآخر مَیں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر سیّد صاحب اپنے اس غلط خیال سے توبہ نہ کریں اور یہ کہیں کہ دُعاؤں کے اثر کا ثبوت کیا ہے۔ تو مَیں ایسی غلطیوں کے نکالنے کے لیے مامور ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی بعض دُعاؤں کی قبولیت سے پیش از وقت سیّد صاحب کو اطلاع دونگا۔ اور نہ صرف اطلاع بلکہ چھپوا دوں گا۔ مگر سیّد صاحب ساتھ ہی یہ بھی اقرار کریں کہ وہ بعد ثابت ہو جانے میرے دعویٰ کے اپنے اس غلط خیال سے رجوع کریں گے۔ سیّد صاحب کا یہ قول ہے کہ گویا قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے تمام دعاؤں کے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے حالانکہ تمام دُعائیں قبول نہیں ہوتیں یہ اُنکی سخت غلط فہمی ہے۔ اور یہ آیت اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (سورۃ المؤمن:۶۱) اُن کے مدعا کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کیونکہ یہ دُعا جو آیت اُدْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (سورۃ المؤمن:۶۱) میں بطور امر کے بجالانے کے لئے فرمائی گئی ہے۔ اس سے مراد معمولی دُعائیں نہیں ہیں۔ بلکہ وہ عبادت ہے جو انسان پر فرض کی گئی ہے کیونکہ امر کا صیغہ یہاں فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کُل دُعائیں فرض میں داخل نہیں ہیں۔ بلکہ بعض جگہ اللہ جَلّ شانہ نے صابرین کی تعریف کی ہے جو اِنَّا لِلّٰہ پر ہی کفایت کرتے ہیں۔ اور اس دُعا کی فرضیت پر بڑا قرینہ یہ ہے کہ صرف امر پر ہی کفایت نہیں کی گئی بلکہ اس کو عبادت کے لفظ سے یاد کر کے بحالت نافرمانی عذابِ جہنم کی وعید اس کے ساتھ لگا دی گئی ہے۔

اور ظاہر ہے کہ دوسری دعاؤں میں یہ وعید نہیں۔ بلکہ بعض اوقات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دُعا مانگنے پر زجر و توبیخ کی گئی ہے چنانچہ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (سورۃ ھود:۴۷) اس پر شاہد ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر ہر دُعا عبادت ہوتی تو حضرت نوح علیہ السلام کو لَا تَسْـَٔلْنِ (سورۃ ھود:۴۷) کا تازیانہ کیوں لگایا جاتا! اور بعض اوقات اولیا اور انبیا دُعا کرنے کو سوء ادب سمجھتے رہے ہیں اور صلحاء نے ایسی دُعاؤں میں استفتاء قلب پر عمل کیا ہے یعنی اگر مصیبت کے وقت دل نے دُعا کرنے کا فتویٰ دیا تو دُعا کی طرف متوجہ ہوئے اور اگر صبر کے لئے فتویٰ دیا تو پھر صبر کیا اور دُعا سے مُنہ پھیر لیا۔ ماسوا اس کے اللہ تعالےٰ نے دوسری دُعاؤں میں قبول کرنے کا وعدہ نہیں کیا بلکہ صاف فرمادیا ہے کہ چاہوں تو قبول کروں اور چاہوں تو ردّ کروں جیسا کہ یہ آیت قرآن کی صاف بتلا رہی ہے اور وہ یہ ہے بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ سورۃ الانعام [سورۃ ۶] الجزء

نمبر ۷[آیت ۴۲] اور اگر ہم تنزّلاً مان بھی لیں کہ اس مقام میں لفظ اُدْعُوْا سے عام طور پر دُعا ہی مُراد ہے تو ہم اس بات کے ماننے سے چارہ نہیں دیکھتے کہ یہاں دُعا سے وہ دُعا مُراد ہے جو بجمیع شرائط ہو۔ اور تمام شرائط کو جمع کرلینا انسان کے اختیار میں نہیں جب تک توفیق ازلی یاور نہ ہو اور یہ بھی یاد رہے کہ دُعا کرنے میں صرف تضرع کافی نہیں ہے۔ بلکہ تقویٰ اور طہارت اور راست گوئی اور کامل یقین اور کامل محبت اور کامل توجہ اور یہ کہ جو شخص اپنے لئے دُعا کرتا ہے یا جس کے لئے دُعا کی گئی ہے اُس کی دنیا اور آخرت کے لئے اس بات کا حاصل ہونا خلاف مصلحت الٰہی بھی نہ ہو۔۔۔۔“

(روحانی خزائن جلد ۶ برکات الدعا ۱۱ تا ۱۳)

احادیث مبارکہ

رضائے الٰہی اور قُربِ خداوندی کے حصول کی کوشش

عن عائشة رضي الله عنهاأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ؟ قالَ: "أَفَلَاأُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا".

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ الفتح، مسلم، حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر ۱۰۰)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ رات کو اُٹھ کر نماز پڑھتے یہاں تک کہ آپؐ کے پاؤں متورّم ہو کر پھٹ جاتے۔ ایک دفعہ میں نے آپؐ سے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ! آپ کیوں اتنی تکلیف اُٹھاتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اگلے پچھلے سب قصور معاف فرمادیئے ہیں۔ یعنی ہر قسم کی غلطیوں اور لغزشوں سے محفوظ رکھنے کا ذمہ لے لیا ہے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ کیا میں یہ نہ چاہوں کہ اپنے ربّ کے فضل و احسان پر اس کا شکر گزار بندہ بنوں۔

عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْاَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَادِمِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَ: كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهُ بِوَضُوْئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ:سَلْنِيْ فَقُلْتُ: اَسْأَلُكَ مُرَافَقَتِكَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ: اَوْغَيْرَ ذٰلِكَ ؟ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ: فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔

(مسلم باب فضل السجود والحث علیہ، حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر ۱۰۱)

حضرت ربیعہؓ جو آنحضرت ﷺ کے خادم اور اہل الصُفّہ میں سے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ رات کو میں آنحضرت ﷺ کی خدمت کے لئے آپؐ کے گھر سویا کرتا تھا۔ رات کو اُٹھ کر آپؐ کے وضو کا پانی لاتا اور دوسرے کام کاج کرتا۔ ایک دن آپؐ نے فرمایا۔ مجھ سے کچھ مانگنا ہے تو مانگ لو۔ میں نے کہا۔ میں اس دعا کے لئے آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ جنّت میں بھی آپؐ کا ساتھ میسّر ہو۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اس کے علاوہ بھی کچھ اور چاہیئے؟ میں نے کہا بس یہی کافی ہے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ میں دعا کروں گا۔ لیکن کثرتِ سجود و صلوٰۃ سے تم بھی اس بارہ میں میری مدد کرو۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فِيْمَا يَرْوِيْهِ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا، وَاِذَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَاِذَا اَتَانِيْ يَمْشِيْ اَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً۔

(مسلم کتاب الذکر والدعا، باب فضل الذکر)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے ربّ کی طرف سے بطور حدیثِ قُدسی بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جب بندہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں۔ جب وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑے ہوئے جاتا ہوں۔

ارشادات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سُست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔

"۔۔۔۔۔۔ہاں یہ سچ ہے کہ معرفت حاصل نہیں ہو سکتی جب تک خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو۔ اور نہ مفید ہو سکتی ہے جب تک خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو اور فضل کے ذریعہ سے معرفت آتی ہے۔ تب معرفت کے ذریعہ سے حق بینی اور حق جوئی کا ایک دروازہ کھلتا ہے اور پھر بار بار دَور فضل سے ہی وہ دروازہ کھلا رہتا ہے اور بند نہیں ہوتا۔

غرض معرفت فضل کے ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اور پھر فضل کے ذریعہ سے ہی باقی رہتی ہے۔ فضل معرفت کو نہایت مصفّٰی اور روشن کر دیتا ہے اور حجابوں کو درمیان سے اُٹھا دیتا ہے اور نفس امّارہ کے لئے گرد و غبار کو دور کر دیتا ہے اور رُوح کو قوت اور زندگی بخشتا ہے اور نفسِ امّارہ کو امّارگی کے زندان سے نکالتا ہے اور بدخواہشوں کی پلیدی سے پاک کرتا ہے اور نفسانی جذبات کے تُند سیلاب سے باہر لاتا ہے۔ تب انسان میں ایک تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور وہ بھی گندی زندگی سے طبعاً بیزار ہو جاتا ہے کہ بعد اس کے پہلی حرکت جو فضل کے ذریعہ سے رُوح میں پیدا ہوتی ہے وہ دعا ہے۔

یہ خیال مت کرو کہ ہم بھی ہر روز دُعا کرتے ہیں اور تمام نماز دُعا ہی ہے جو ہم پڑھتے ہیں۔ کیونکہ وہ دعا جو معرفت کے بعد اور فضل کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔

مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں۔ تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سُست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔ مبارک تم جب کہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اُٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بے تاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔

وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ اور نفسانی جھگڑوں کا دین کو رنگ مت دو۔ خدا کے لئے ہار اختیار کر لو اور شکست کو قبول کر لو تا بڑی بڑی فتحوں کے تم وارث بن جاؤ۔ دعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی۔ دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے۔

دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس تبدیلی سے خدا بھی اپنے صفات میں تبدیلی کرتا ہے اور اس کے صفات غیر متبدل ہیں مگر تبدیلی یافتہ کے لئے اُس کی ایک الگ تجلّی ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ گویا وہ اَور خدا ہے حالانکہ اور کوئی خدا نہیں۔ مگر نئی تجلّی نئے رنگ میں اس کو ظاہر کرتی ہے۔ تب اس خاص تجلّی کے شان میں اس تبدیل یافتہ کے لئے وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کے لئے نہیں کرتا۔ یہی وہ خوارق ہے۔

غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اُس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرتِ احدّیت پر گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے۔ اور اسی کی ظل وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھائی ہے۔۔۔۔۔" (روحانی خزائن جلد ۲۰ لیکچر سیالکوٹ صفحات ۲۲۲ تا ۲۲۴)

گناہوں کی معافی اور روحانی ترقی کے لئے محاسبۂ نفس ضروری ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ [2:184] اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ اگر لوگوں کو رمضان کی اہمیت کا علم ہوتا تو لوگ چاہتے کہ پورا سال ہی رمضان رہے۔ کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ رمضان کی فضیلت کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً جنت کو رمضان کے لئے مزیّن کیا جاتا ہے۔ ایک اور روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایمان کے روزے ایمان کے ساتھ اور محاسبۂ نفس کرتے ہوئے رکھے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔ پس گناہوں کی معافی اور روحانی ترقی کے لئے محاسبۂ نفس ضروری ہے کہ کیا انسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پوری طرح ادا کر رہا ہے۔ تقویٰ ہی رمضان کا حقیقی مقصد ہے اور تقویٰ یہی ہے کہ ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہو۔ تقویٰ کے معیار کے حصول کی خاطر ہی اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ چنانچہ آپ کی کتب اور ارشادات مختلف زاویوں سے اس طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بتایا کہ ایمان کی حالت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک خدا کی پہچان نہ ہو۔ اور خداشناسی کے لئے خدا تعالیٰ سے تعلق اور عبادتِ الٰہی ضروری ہے۔ پس یہ نہایت ہی بڑا کام ہے جس کے لئے ضروری ہے کہ رمضان کا اثر انسان کی پوری زندگی پر نظر آئے یعنی رمضان کے نتیجہ میں باقی 11 مہینوں میں بھی انسان میں نیک تبدیلی پیدا ہو۔ پھر آپ علیہ السلام نے ہمیں سکھایا کہ حقیقی ایمان وہی ہے جس کا ثبوت انسان کے اعمال سے ملے۔ یعنی کہ اگر انسان خدا تعالیٰ کے تمام احکام بجا لائے تب ہی حقیقی ایمان انسان کو حاصل ہو سکتا ہے ورنہ محض زبانی دعوے ہیں۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن اور اسلام کی تعلیم کا مقصد تقویٰ پیدا کرنا تھا۔ لیکن مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ روزے رکھتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں لیکن تقویٰ سے عاری ہونے کی وجہ سے یہی چیزیں انہیں گناہ گار بنا رہی ہیں۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ مسلمانوں میں آج جتنے مسائل ہیں وہ خدا تعالیٰ کے احکامات سے دوری کا نتیجہ ہے۔ مثلاً ابھی حال ہی میں افغانستان میں تقریباً سو لوگوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ فرمایا کہ پس جب ہم یہ ظلم و بربریت کے واقعات دیکھتے ہیں تو احمدیوں کو خاص طور پر اپنے اعمال کی طرف توجہ دینی چاہئے اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کے باعث اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان لوگوں سے بالکل علیحدہ کر دیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ یعنی جن لوگوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ ہمارا ربّ ہے اور پھر اس پر استقامت حاصل کی تو ایسے لوگوں پر اسی دنیا میں فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس سے بھی مراد متقی لوگ ہیں یعنی جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا ربّ ہے اور پھر اس پر مستقل مزاجی سے قائم ہوگئے۔ ثُمَّ اسْتَقَامُوا یعنی ان پر بہت ابتلا آئے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے نہیں ہٹتے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ ایسا نہیں کہ سال بھر میں صرف رمضان میں اس طرف توجہ پیدا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرتا ہے ان لوگوں کا جو مستقل مزاجی سے خدا تعالیٰ کے احکامات پر چلنے والے اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزارنے والے ہیں۔ متقی کیسے بنا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سکھایا ہے کہ متقی بننے کے لئے ضروری ہے کہ موٹے موٹے گناہ مثلاً چوری، زنا وغیرہ کو چھوڑنے کے بعد انسان اخلاقِ فاضلہ میں ترقی کرے۔ لوگوں سے حسنِ سلوک کرے۔ خدا تعالیٰ سے وفا کا تعلق ہو۔ ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے۔ فرمایا کہ اس سلسلہ کو خدا تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے ہی قائم کیا ہے کیونکہ تقویٰ کا میدان بالکل خالی ہے۔ پس یہ بات ہم پر رمضان میں بہت بڑی ذمہ داری ڈالتی ہے کہ ہم ہر وقت اپنی حالتوں کے جائزے لیں اور تقویٰ میں بڑھنے والے ہوں اور پھر اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آخر پر حضورِ انور نے مکرم خواجہ احمد صاحب درویش قادیان کے نمازِ جنازہ کا اعلان فرمایا۔

اگر تقویٰ نہ ہو تو کسی بھی قسم کی نیکی نہیں ہو سکتی

روزوں اور رمضان کا مقصد دلوں میں تقویٰ پیدا کرنا ہے اور اس مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مختلف جگہ پر بیان کیا ہے۔ اگر تقویٰ نہ ہو تو کسی بھی قسم کی نیکی نہیں ہو سکتی۔ ان نیکیوں میں باقاعدگی صرف تقویٰ ہی سے آتی ہے۔ اور تقویٰ کے متعلق یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس کے لئے اچھے اخلاق کا ہونا بہت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اخلاق انسان کے صالح ہونے کی نشانی ہے۔ تقویٰ کے بہت سے حصے ہیں۔ جو شخص اچھے اخلاق کا اظہار کرتا ہے اسکے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَن یعنی ہمیشہ نیکی یا اچھی بات سے ہی بدی کا دفاع کر۔ اللہ تعالیٰ کا منشا ہے کہ اگر گالی بھی دی جائے تو اس پر صبر کیا جائے۔ خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ انسانوں اور جانوروں میں اصل فرق اخلاق ہی ہیں اور حقیقی اخلاق یہی ہے کہ اپنی زندگی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم یعنی کہ یقیناً تو بہت بڑے خُلق پر فائز ہے۔ پس آپؐ کے اسوہ پر چلنا ہر مومن کا فرض ہے۔ ہر پہلو میں آپ کا نمونہ بے نظیر اور کامل ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب تک انسان مجاہدہ نہ کرے گا اور دعا نہ کرے گا تو دل پر سے جو اندھیرا ہے وہ دور نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یقیناً اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اُسے تبدیل نہ کریں جو اُن کے دلوں میں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنتِ ازل ہے کہ تبدیلِ اخلاق صرف مجاہدہ اور دعا سے ہی ہو سکتا ہے۔ پس آجکل رمضان میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ موقع عطا فرمایا ہے کہ ہم اپنے اخلاق میں ایک مثبت تبدیلی پیدا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تبدیلِ اخلاق کے لئے توبہ بھی نہایت ضروری ہے۔ اور سچی توبہ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تین شرائط بیان فرمائی ہیں۔ پہلی شرط جسے عربی زبان میں اقلاع کہتے ہیں۔ یعنی ان خیالات فاسدہ کو دور کر دیا جاوے جو ان خصائل ردیہ کے محرک ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ تصورات کا بڑا بھاری اثر پڑتا ہے کیونکہ حیطۂ عمل میں آنے سے پیشتر ہر ایک فعل ایک تصوری صورت رکھتا ہے۔ پس توبہ کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ ان خیالات فاسد اور تصورات بد کو چھوڑ دے۔ دوسری شرط ندم ہے یعنی پشیمانی اور ندامت ظاہر کرنا۔ پس گناہ اور بدی کے ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے اور یہ خیال کرے کہ یہ لذات عارضی اور چند روزہ ہیں۔ تیسری شرط عزم ہے یعنی آئندہ کے لئے مصمم ارادہ کر لے کہ پھر ان برائیوں کی طرف رجوع نہ کرے گا اور جب وہ مداومت کرے گا تو خدا تعالیٰ اسے سچی توبہ کی توفیق دے گا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ آج بھی اکثر لوگ جو جماعت میں داخل ہوتے ہیں وہ کسی نہ کسی احمدی کے اخلاق کی وجہ سے یا بطور جماعت ہمارے اخلاق کو دیکھ کر ہی اس طرف آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میری نصیحت یہی ہے کہ اچھے اخلاق کا اظہار کرنا ہی حقیقی کرامت ہے اور اس سے اسلام کی سچائی ظاہر ہوتی ہے۔ حقیقت میں بہت سی غیر قوموں کو یہی چیز یعنی اسلام کی اعلیٰ اخلاقی تعلیم اسلام کی طرف کھینچ لائی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ حقیقی اخلاق یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو جتنے بھی قویٰ دیئے ہیں مثلاً بینائی، شنوائی، عقل، سوچ وغیرہ۔ ان سب کو برمحل استعمال کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ پر چلتے ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ پر چلتے ہوئے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دو نمازِ جنازہ غائب کا اعلان فرمایا۔ مکرم لطف الرحمٰن صاحب آف امریکہ اور مکرم مرزا عمر احمد صاحب آف ربوہ پاکستان۔

ماحول کی وجہ سے انسان میں جھوٹ کی عادت پیدا ہوتی ہے نہ کہ فطرت کی وجہ سے

تقویٰ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں متقی انسان اس وقت بنتا ہے جب اس میں تمام خلق موجود ہیں۔ پس مومن کو کوشش کرنی چاہئے کہ تمام خلق اپنائے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق عمل کرے۔ ایمان کو قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بعض اخلاق کا ذکر کیا ہے جن پر عمل کے بغیر انسان کا ایمان خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ ان میں سے ایک سچائی پر قائم ہونا ہے اور جھوٹ سے بچنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا ہے: ’پس بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ کہنے سے بچو‘۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم نے دروغ گوئی کو بتوں کی پوجا سے تشبیہ دی ہے۔ اور پھر فرمایا کہ جھوٹ بھی ایک بت ہے جس پر بھروسہ کرنے والا خدا پر بھروسہ چھوڑ دیتا ہے۔ جھوٹ بولنے کی عادت آسانی سے دور نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے اس شخص کو بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ فرمایا کہ احمق انسان اللہ کو چھوڑ کر جیسے پتھر کے سامنے جھکتا ہے اسی طرح انسان اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے ذریعہ جھوٹ کا سہارا لیتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آج کل تو لوگ ہر بات میں جھوٹ بولتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں رسالہ نیشنل جیوگرافک میں ایک آرٹیکل آیا تھا کہ انسان جھوٹ کیوں بولتے ہیں؟ اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جھوٹ بولنا انسان کی فطرت میں شامل ہے حالانکہ یہ غلط ہے۔ یہ ماحول کی وجہ سے انسان میں عادت پیدا ہوتی ہے نہ کہ فطرت کی وجہ سے۔ اس مضمون کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح ان لوگوں کی زندگیاں جھوٹ سے بھری ہوئی ہیں۔ اور جب ان لوگوں کے جھوٹ کھلتے ہیں تو بہت سے جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اور ان کے گھر برباد ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے نکاح کے وقت اسلام میں یہ آیت پڑھی جاتی ہے: [سورۃ الاحزاب ۳۳:۷۱] اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صاف سیدھی بات کیا کرو۔ فرمایا کہ اگر میاں بیوی ایک دوسرے سے سچائی سے پیش آئیں تو نہ صرف تمہارا آپس میں رشتہ اچھے طور پر قائم رہے گا بلکہ تمہارے بچے بہت سی برائیوں سے دور رہیں گے۔ جو لوگ دین سے دور ہیں اور خدا سے دور ہیں ان کو تو ان معاملات میں کوئی ہدایت حاصل نہیں ہے لیکن ہمارے لئے تو واضح احکام موجود ہیں۔ ہم میں سے بعض لوگ ان معاملات میں مغربی دنیا کو اپنے لئے ایک مثال سمجھتے ہیں حالانکہ ہماری تعلیم ان سے بہت بہتر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ہمیں ہدایت فرمائی ہے کہ ہر معاملہ میں سچائی پر قائم ہو جانا چاہئے بیشک یہ سچائی ایک بچہ سے ہی کیوں نہ حاصل ہو۔ اور ہمیشہ سچی گواہی پر قائم ہو جاؤ بیشک وہ تمہارے قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح بعض لوگ جائیداد کے معاملات میں جھوٹ سے کام لیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ اپنے دشمن سے بھی جھوٹ سے کام نہ لو۔ اس لئے ہم سب کو خاص طور پر اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ کہیں ہماری زندگی کے کسی پہلو میں بھی جھوٹ تو شامل نہیں ہے۔ پھر ایک اہم نیکی عاجزی اور تکبر سے دوری ہے جو ہر متقی میں ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے: [سورۃ لقمٰن ۳۱: ۱۹] اور (نخوت سے) انسانوں کے لئے اپنے گال نہ پُھلا اور زمین میں یونہی اکڑتے ہوئے نہ پھر۔ اللہ کسی تکبر کرنے والے (اور) فخر و مباہات کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ بعض ایسے لوگ ہیں کہ دو دن کی نمازوں یا روزہ، زکوٰۃ کی وجہ سے فخر و تکبر میں پڑ جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آج کل رمضان میں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ شیطان نے تکبر کیا تھا اور اپنے آپ کو آدم سے بہتر سمجھا۔ اس کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا اور یہی حال ہر متکبر کا ہوتا ہے۔ اور آدم علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھک گئے اور عاجزی اختیار کی اور اس طرح دعا کی کہ: [سورۃ الاعراف ۷:۲۴] اُن دونوں نے کہا کہ اے ہمارے ربّ! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو یقیناً ہم گھاٹا کھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے

کہ میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ طریق ہے کہ کسی قسم کا تکبر نہ ہو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو جائے اور قبولیتِ دعا کا موقع ملے تو تکبر پیدا نہ ہو بلکہ مزید انکساری میں بڑھتے جاؤ۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے مگر تکبر بہت خطرناک بیماری ہے۔ جس میں یہ پیدا ہو جائے اس کے لئے روحانی موت ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس جماعت کے ذریعہ سے تمام حقیقی نیکیاں اور اخلاق کو دنیا میں قائم کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلتے ہوئے تمام برائیوں سے بچنے اور تمام اعلیٰ اخلاق اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توقعات پر عمل کرنے والے ہوں۔ آمین۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۳/جون ۲۰۱۷ء

نماز، جمعہ اور ماہ رمضان

رمضان کا مہینہ آ کر تیزی سے نکل گیا اور ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم نے اس ماہ میں کیا حاصل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو اس ماہ میں اپنے بندوں کے قریب ہو کر ان کی دعائیں سنتا ہے، ہم نے اس کی رحمتوں سے کہاں تک فائدہ اٹھایا ہے یا کیا عہد کئے ہیں۔ اگر ہم نے نمازوں یا جمعوں یا تلاوتِ قرآن کریم میں باقاعدگی صرف رمضان کے مہینہ میں رکھنی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نہیں ہے۔ رمضان تو آتا ہے ایک ٹریننگ کیمپ کے طور پر اور اس میں سے گزرنے کے بعد ہماری زندگیوں میں مزید بہتری آنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے تواقیموا الصلوۃ اور حافظوا علی الصلوات کا حکم دیا ہے۔ خاص طور پر صلوٰۃ الوسطیٰ کی نصیحت کی ہے کیونکہ یہ وہ نماز ہے جو خاص طور پر ہمارے لئے ادا کرنا مشکل ہوتا ہے۔ جس کے لئے فجر پڑھنا زیادہ مشکل ہے وہی اس کے لئے صلوٰۃ الوسطیٰ ہے اور اس کو ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ زیادہ اجر دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک جمعہ سے اگلے جمعہ تک ادا کی گئیں پانچ نمازیں گناہوں کے لئے کفارہ بن جاتی ہیں بشرطیکہ بڑے گناہوں سے بچا رہے۔ اسی طرح نمازِ جمعہ کی اہمیت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے تین جمعے متواتر چھوڑ دیئے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے یا دل سیاہ کر دیتا ہے۔ جو لوگ جمعہ کی نماز کی ادائیگی میں لاپرواہی کرتے ہیں انہیں خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ رمضان کا جمعہ پڑھ لو بلکہ ہر نمازِ جمعہ کی اہمیت قرآنِ کریم میں بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: [سورۃ الجمعہ:۱۰] اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب جمعہ کے دن کے ایک حصّہ میں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرتے ہوئے بڑھا کرو اور تجارت چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ جمعہ کے لئے یاد رکھنا چاہئے کہ یہ مردوں پر فرض ہے۔ عورتیں اگر آئیں تو ان کے لئے زائد اجر ہے اور بعض اوقات عورتوں کے جمعہ کی وجہ سے انکی اولاد کو اس طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ ہاں عید کی نماز پر سب کو آنا ضروری ہے۔ احمدیوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اپنی نوکری یا کام سے چھٹی لے کر نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے ضرور آنا چاہئے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو سکے تو پھر کام کے قریب اور ۳، ۴ احمدیوں کے ساتھ مل کر ادا کر لے۔ پس کسی بھی احمدی کو دنیوی وجہ سے جمعہ ہرگز نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اسی طرح قرآنِ کریم کی تلاوت کو بھی رمضان کے علاوہ عام دنوں میں بھی جاری رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: [سورۃ بنی اسرائیل ۱۷:۷۹] یقیناً فجر کو قرآن پڑھنا ایسا ہے کہ اُس کی گواہی دی جاتی ہے۔ پورا سال توجہ کے ساتھ سمجھ کر قرآن کریم کی تلاوت میں سستی نہیں ہونی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیشہ اپنی جماعت کو تلقین کی ہے کہ باقاعدگی سے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرتے چلے جائیں۔ ہر قسم کی برائی اور گندگی سے دور ہوتے چلے جائیں اور نیکیوں میں مزید بڑھتے چلے جائیں۔ پس ہر ایک کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ اس رمضان کے بعد ہم اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے۔

حضورِ انور ایدہ اللہ نے دو نمازِ جنازہ غائب کا اعلان فرمایا۔ مکرمہ مشتاق زہرہ صاحبہ، مکرم ابو بکر صاحب۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حقیقی زندگی حاصل کرنی ہے تو پھر باقی گیارہ مہینوں میں خدا کو یاد رکھنا ضروری ہے

رمضان اپنی بے شمار برکتوں کے ساتھ آتا ہے اور جو لوگ توفیق پاتے ہیں اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں بہت سے مجھے لکھ کر بھی بتاتے ہیں کہ فرائض عبادات کے ساتھ ساتھ انہیں نفلی عبادات کی بھی توفیق ملی اور اس خواہش کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ دعا کریں یہ حالت ہم پر ہمیشہ قائم رہے اور جو کمیاں یا کمزوریاں رہ گئی تھیں اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے دور فرمائے۔ ہر شخص کو خود بھی دعا کرنی چاہیے کہ ہم خود ان پر قدم جمانے کی کوشش کریں بلکہ آگے بڑھتے چلے جانے کی اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

اللہ تعالیٰ نے دعا کی قبولیت اور قرب کا ذکر رمضان کے مہینہ میں ہی نہیں کیا ہے بلکہ عام دنوں میں بھی جو اللہ کے قریب آتا ہے اس کی دعا کو اللہ سنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون ہے جو دعاؤں کو سن سکتا اور قبول کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو دعا کرنے والے کی دعاؤں کو سنتا اور اس کی مشکلات کو دور فرماتا ہے۔ دعا کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا رب رات کے درمیانی حصہ میں بندہ کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے اور فرمایا اگر تم سے ہو سکے تو اس گھڑی میں اللہ کا ذکر کرنے والوں میں سے بن جاؤ۔ رمضان کے دنوں میں بہت سے لوگوں کو جو نفل کی عادت پڑی ہے اگر اس میں وہ باقاعدگی اختیار کرنے کی کوشش کریں اور پختہ ارادہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی اس قربت سے ہمیشہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ قربت اور قبولیت دعا کے سامان ہر وقت کے لئے مہیا فرمائے ہیں۔ اگر ہم نے حقیقی زندگی حاصل کرنی ہے تو پھر باقی گیارہ مہینوں میں خدا کو یاد رکھنا ضروری ہے۔ پس دعاؤں اور نیکیوں کے بجالانے کی خاص کوشش کریں۔ دعا خدا تعالیٰ کا قرب پانے کا واحد ذریعہ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے دعا کے متعلق فرمایا کہ ہمارا خدا بڑا بے نیاز ہے اور جب تک بار بار کثرت سے اضطراب سے دعا نہ کی جائے تو وہ پرواہ نہیں کرتا۔ انسان اپنے لئے دعا کرتا ہے اور بڑے درد سے دعا کرتا ہے۔ پس ہمیں اپنے ذاتی دائرہ سے باہر نکل کر جماعت کے لئے دعا کرنی چاہیئے، مسلم امّہ کے لئے اپنے اپنے ملکوں کے لئے دعا کریں اور دنیا پر جو بھیانک خطرات منڈلا رہے ہیں ان کی دوری کے لئے بھی درد سے دعا کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ دعا میں دشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے جس قدر دعا وسیع ہوگی اُسی قدر دعا کرنے والے کو فائدہ ہوگا اور دعا میں جس قدر بخل کرے گا اسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے دور ہوتا جاوے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا یہ بھی ذریعہ ہے کہ دعاؤں کو وسیع کرے۔ حضور نے فرمایا: پاکستان کے حالات سب کے علم میں ہیں آئے دن کوئی نہ کوئی مقدمہ یا تنگ کرنے کی کارروائی حکومت کی طرف سے یا مولویوں کی طرف سے ہوتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہر پاکستانی احمدی کو بچا کر رکھے۔ اسی طرح الجزائر میں بھی احمدیوں کے خلاف باقاعدہ کارروائی ہو رہی ہے۔ جہاں تک دعا کے علاوہ کسی کوشش کا سوال ہے ہم نے نہ پہلے قانون ہاتھ میں لیا، نہ بدلے لئے اور نہ آئندہ لیں گے لیکن دعا کا ہتھیار ہے جو ہم ہمیشہ استعمال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ دشمنوں کی منصوبہ بندیوں سے ہمیشہ بچاتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی انشاءاللہ بچائے گا بلکہ جماعت ترقی کی طرف پہلے سے زیادہ تیزی سے قدم بڑھائے گی۔ حضور نے فرمایا: دنیا تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے امریکہ اور اسکی ساتھی حکومتیں مل کر مسلمانوں کو آپس میں لڑا رہی ہیں مسلمان ان کے ہاتھوں میں بیوقوف بن کر اپنی طاقت کمزور کر رہے ہیں اور اپنے ملکوں کی ترقی کو کئی دہائیاں پیچھے لے جا چکے ہیں۔ شام میں، قطر میں اور کوریا میں ایک منصوبہ کے تحت جنگ کے حالات پیدا کئے جا رہے ہیں اور یہ شعلہ کبھی بھی عالمی جنگ کا باعث بن سکتا ہے۔ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ جو جگہ مرکز اسلام ہے وہاں کے بادشاہ بھی ایماندار نہیں۔ اور مفادات کی وجہ سے غیر مسلموں کی گود میں گر کر اسلام کو کمزور کر رہے ہیں۔ مسلمان سربراہان اپنے عوام پر ظلم کر کے عوام کو اپنے خلاف کر چکے ہیں اور حکومت کو

مضبوط کرنے کے لئے مزید ظلم کرتے ہیں۔ یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ان کا حل مسیح موعودؑ کو ماننے میں ہی ہے اور دنیا اگر جنگوں کی تباہی سے بچ سکتی ہے تو صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام احمدی درد کے ساتھ ان تباہیوں سے انسانیت کو بچانے کے لئے دعا کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ دعا ایسی مصیبت سے بچانے کے لئے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی اور ایسی بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ پس اس ارشاد کے مطابق ہمیں دعاؤں پر بہت زور دینا چاہیے اور آج دنیا کے انسانوں کا درد محسوس کرتے ہوئے آنے والی تکالیف کا درد سامنے رکھتے ہوئے ان کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہماری دعاؤں سے ان کو عقل آجائے اور ان کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچالے۔ آمین

خلاصۂ خطبۂ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۷ رجولائی ۲۰۱۷ء

خداوندِ کریم جماعت کے مخالفین کے منصوبے ہمیشہ ناکام فرماتا رہے گا

انبیاء کی تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ ان کی جماعتوں کی ہمیشہ سے ہی مخالفت ہوئی ہے۔ لیکن چونکہ نبی من اللہ ہوتا ہے اس لئے کوئی مخالفت ترقی کی راہ میں روک نہیں بنتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے بعد آپؑ کے ساتھ اور آج تک آپؑ کی جماعت سے یہی رویہ جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مخالفتوں کی بھی آپؑ کو خبر دی اور پھر خود حوصلہ افزائی فرمائی۔ مثلاً یہ الہامات ہیں: میں تیرے اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں۔ ینصرك رجال نوحی الیھم من السماء۔ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ بس اللہ تعالیٰ مخالفین کے حملوں کو بھی روک رہا ہے اور لوگوں کے دلوں میں احمدیت کی سچائی بھی ڈال رہا ہے۔ اور آج بھی ایسے واقعات ہو رہے ہیں۔

حضورِ انور نے واقعات بیان کئے کہ کس طرح مخالفین کے حملوں کو اللہ تعالیٰ روکتا ہے اور آج بھی ان کو بد انجام تک پہنچاتا ہے۔

آج عمومی طور پر دنیا مذہب سے دور ہٹ رہی ہے لیکن ایسا طبقہ بھی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف مائل ہے۔ اور ایسا ہونا ہی تھا کیونکہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے تو آپ کی طرف لوگوں کو مائل کرنے کا ذریعہ بھی ضرور وہ پیدا کر دے گا۔

مخالفین جماعت کو ختم کرنے کے لئے زور لگا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کے ماننے والوں کا گروہ بڑھاتا جا رہا ہے۔ اس کے مختلف ذرائع ہیں۔ مثلاً ایم ٹی اے، جماعتی لٹریچر اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سچی خوابیں وغیرہ۔ حضورِ انور نے افریقہ، مصر، شام، ماریشس وغیرہ کے اس سلسلہ میں واقعات بیان فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ خدا تیرے نام کو اس وقت تک کہ دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور جو لوگ تیری ذلت کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں وہ خود ذلیل ہوں گے۔

پس جب ہم دیکھتے ہیں کہ وعدے پورے ہو رہے ہیں تو تعدادی کثرت کا وعدہ بھی ضرور پورا ہو گا۔ دلائل کے لحاظ سے ہم پہلے ہی غالب آ چکے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے اخلاص کو بڑھاتے چلے جائیں تا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

کیا وہ سمجھتے ہیں کہ اپنے منصوبوں سے اور اپنے بے بنیاد جھوٹوں سے اور اپنے افتراؤں سے اور اپنے ہنسی ٹھٹھے سے خدا کے ارادے کو روک دیں گے یا دنیا کو دھوکہ دے کر اس کام کو معرض التوا میں ڈال دیں گے جس کا خدا نے آسمان پر ارادہ کیا ہے۔ اگر کبھی پہلے بھی حق کے مخالفوں کو ان طریقوں سے کامیابی ہوئی تو وہ بھی کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن اگر یہ ثابت شدہ امر ہے کہ خدا کے مخالف اور اس ارادہ کے مخالف جو آسمان پر کیا گیا ہو ہمیشہ ذلت اور شکست اٹھاتے ہیں تو پھر ان لوگوں کے لئے بھی ایک دن ناکامی اور نامرادی اور رسوائی در پیش ہے۔ خدا کا فرمودہ کبھی خطا نہیں گیا اور نہ جائے گا۔ وہ فرماتا ہے خدا نے ابتدا سے لکھ چھوڑا

ہے اور اپنا قانون اور اپنی سنت قرار دے دیا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور دعوے اور نئے نام کے بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اسی میں ہو کر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں، اس لئے میں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانہ سے لے کر آنحضرت ﷺ تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا ہے ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا۔

خلاصۂ خطبۂ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۴؍جولائی ۲۰۱۷ء

اولاد کی خواہش اور ان کی مناسب تربیت

بہت سے لوگ اپنی اولاد کے لئے اور ان کی تربیت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی اکثریت کو اپنے بچوں کی تربیت کی فکر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس زمانہ میں ہماری سوچیں اس طرف مائل ہیں۔ قرآن کریم میں مختلف جگہ پر اللہ تعالیٰ نے تربیت کے لئے طریق اور دعائیں سکھائی ہیں۔

یہ درست بات ہے کہ بچوں کی تربیت آسان کام نہیں ہے۔ اس کے لئے مسلسل محنت اور جہاد کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کی ضرورت ہے جو اس ضمن میں اس نے بیان کئے ہیں۔ پس ضروری ہے کہ انسان محنت کرتا چلا جائے اور ہمت نہ ہارے۔

مثلاً حضور نے فرمایا کہ ابھی حال ہی میں ایک شخص نے مجھے لکھا کہ بچوں کی تربیت کے لحاظ سے اتنے مسائل ہیں کہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ شادی تو کرلوں لیکن بے اولاد رہنا بہتر ہے۔ فرمایا کہ یہ انتہائی مایوس کن سوچ ہے۔ اور ساری طاقت کا منبع بجائے اللہ تعالیٰ کے شیطان کو سمجھ لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بچوں کی تربیت کے لئے قرآن کریم میں بہت سی دعائیں سکھائی ہیں۔ مثلاً حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا: یعنی اے میرے ربّ اپنی جناب سے مجھے نیک اولاد عطا فرما۔ یقیناً تو دعا کو سننے والا ہے۔

پس اولاد کے نیک ہونے کے لئے ضروری ہے کہ دونوں والدین نیکیوں پر عمل کرنے والے ہوں۔ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کئے بغیر انسان کی نیک اولاد کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اولاد کا ابتلا بھی بہت بڑا ابتلا ہے۔ اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پرواہ ہو سکتی ہے۔ اگر اولاد بد بخت ہے تو بے شک لاکھوں روپیہ چھوڑ جاؤ وہ اس کو ضائع کر دے گی۔ اگر وہ شخص اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلے تو اولاد کی نسبت مطمئن ہو جائے گا۔

پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس طرح تم اولاد کے لئے پیسہ کمانے کی کوشش کرتے ہو اسی طرح ضروری ہے کہ اچھی تربیت کے لئے دعا اور دینی تربیت کے لئے محنت کرو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں یہ دعا سکھائی ہے: اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے یہاں ماں باپ کو امام یعنی اپنا عملی نمونہ بچوں کے لئے قائم کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

پھر فرمایا کہ انسان کو سوچنا چاہئے کہ انسان کو اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اگر انسان خود مومن نہیں بنتا اور عبادت کا حق ادا نہیں کرتا تو ایسے شخص کی دعا کا یہی حال ہوگا کہ وہ اپنی برائیوں کے لئے ایک خلیفہ چھوڑنا چاہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کو اولاد کی خواہش تو ہوتی ہے لیکن جب اولاد ہوتی ہے تو نہ ان کو دین سکھایا جاتا ہے اور نہ اخلاقی معیار۔ اولاد کی پرورش کا اصل مقصد یہ ہونا چاہئے کہ اولاد دین کی خادم ہو۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ خاص طور پر واقفین نو کے والدین کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی اولاد کے لئے اچھا نمونہ بننے والے ہوں اور اپنی اولاد کے لئے دعا کرنے والے ہوں۔ آمین۔

جلسہ میں شامل ہونے والا ہر شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مہمان ہے

جلسہ سالانہ یو کے ان شاء اللہ اگلے ہفتہ شروع ہو گا۔ مختلف ممالک اور شہروں سے لوگوں کی آمد شروع ہو گئی ہے۔ احمدیوں کے علاوہ دوسرے مہمان بھی غیر ممالک سے اب تشریف لاتے ہیں جن میں سیاستدان، پروفیسر، میڈیا وغیرہ شامل ہیں اور یہ سب آنے والے گہری نظر سے ہر چیز کو دیکھتے ہیں۔ خاص طور پر ہمارے نظام اور رضاکاروں کو دیکھتے ہیں۔ پس اس طرح تمام والنٹیر ایک خاموش تبلیغ کر رہے ہوتے ہیں۔ پریس کے ذریعہ ہماری پیغام دور دراز کے علاقوں میں پہنچتا ہے۔ پریس کے ذریعہ جماعت کا تعارف بڑھ رہا ہے اور جلسہ بھی اس حوالہ سے ایک اچھا موقع ہے۔ اس لئے تمام والنٹیرز کو اپنی اہمیت سمجھنی چاہئے کہ نہ صرف وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہیں بلکہ ان کے اخلاق کا اثر غیروں پر بھی پڑتا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ مہمان نوازی بہت اہم شعبہ ہے اور مہمانوں کی ہر ضرورت کا خیال ہمیں رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں ہمیشہ خیال رکھتا ہوں کہ مہمان کو ہرگز تکلیف نہ پہنچے اور ہر قسم کا آرام اس کو پہنچایا جائے۔ پس اس میں تمام شعبہ جات شامل ہیں جس میں ٹرانسپورٹ، رہائش، سکیورٹی وغیرہ شامل ہے کہ ہر شعبہ مہمانوں کے لئے پورا انتظام کرے۔ جلسہ میں شامل ہونے والا ہر شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مہمان ہے اس لئے تمام مہمانوں کا ہم نے خیال رکھنا ہے۔ امیر غریب کی یکساں اور برابر خدمت ہونی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جو نئے اور ناواقف لوگ ہیں ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھا جائے اور کوئی شکایت کا موقع نہ دیا جائے۔ فرمایا کہ لوگ ہزاروں میل سے سفر کر کے صدق کے ساتھ شامل ہونے کے لئے جلسہ میں آتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لانے والوں کیلئے تین باتیں ضروری ہیں۔ اچھی بات کرو یا خاموش رہو۔ اپنے پڑوسی کا احترام کرو۔ اپنے مہمان کا احترام کرو۔ اللہ تعالیٰ سب کارکنان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضورِ انور ایدہ اللہ نے دو جنازہ غائب کا اعلان فرمایا۔ مکرم سید محمد احمد صاحب بن ڈاکٹر محمد سید اسمٰعیل صاحب آف لاہور پاکستان اور مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ۔

ایٹمی تابکاری کے بداثرات سے محفوظ رہنے کے لئے ہومیو پیتھک نسخہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ایٹمی تابکاری کے بداثرات سے محفوظ رہنے کے لئے حفظِ ما تقدم کے طور پر درج ذیل نسخہ استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ نیز فرمایا کہ دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر خاص و عام کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین۔

هو الشافی

بڑی عمر کے افراد کے لئے:

1. Carcinosin CM
2. Radium Brom CM

10 سال سے 15 سال کے بچوں کے لئے:

1. Carcinosin 1000
2. Radium Brom 1000

10 سال سے کم عمر کے بچوں کے لئے:

1. Carcinosin 200
2. Radium Brom 200

پہلے ہفتہ دوائی نمبر 1 کی ایک خوراک لیں اور دوسرے ہفتہ دوائی نمبر 2 کی ایک خوراک لیں۔ پھر تیسرے ہفتہ دوائی نمبر 1 کی ایک خوراک اور چوتھے ہفتہ دوائی نمبر 2 کی ایک خوراک لیں اور اسی ترتیب سے بچے اور بڑے سب دونوں دواؤں کی تین سے چار خوراکیں لیں۔

(حفیظ احمد بھٹی۔ لندن۔ ہومیو پیتھک ڈیپارٹمنٹ یو کے)

"ہمارا خدا، زندہ خدا"

تقریر عطاء المجیب راشد۔ جلسہ سالانہ برطانیہ 2016

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۬ۚ لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوۡمٌ ؕ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ

اللہ! اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا (اور) قائم بالذات ہے۔ اُسے نہ تو اُونگھ پکڑتی ہے اور نہ نیند۔
اُسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ (سورۃ البقرۃ [۲]:۲۵۶)

افتتاحیہ

چار الفاظ کا یہ عنوان، ہمارا خدا، زندہ خدا، اپنے اندر معانی کا ایک سمندر رکھتا ہے۔ اس عنوان میں آج کی اس دنیا کے لئے حقیقی نجات کا پیغام ہے جو مادیت میں گُم اور خدا تعالیٰ کے وجود سے منکر ہوتی جارہی ہے۔ اس دور میں دہریت کے علاج اور اسلام کے عالمگیر غلبہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح پاک علیہ السلام کو مبعوث فرمایا جن کو رسول مقبول ﷺ کی کامل پیروی اور غلامی کی برکت سے اس زمانہ میں ایک محیی کا مقام حاصل ہوا اور آپؑ نے محمدی فیضان کی برکت سے، گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے والی انسانیت کو دائمی نجات اور روحانی زندگی کی نوید دیتے ہوئے فرمایا:

"آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کررہا ہے"۔ (ضمیمہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 346)

آپ نے مزید فرمایا:

"زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ زندہ خدا ملے۔ زندہ خدا وہ ہے جو ہمیں بلا واسطہ ملہم کر سکے اور کم سے کم یہ کہ ہم بلاواسطہ ملہم کو دیکھ سکیں۔ سو میں تمام دنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے"۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد 2 صفحہ 311)

اسلام کے پیش کردہ زندہ خدا کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ ذکر فرمایا۔ تقریر کی ابتداء میں جو آیت تلاوت کی گئی ہے اس آیت کا مرکزی لفظ الحی ہے جس کا مطلب مسیح پاک علیہ السلام کے الفاظ میں یہ ہے کہ وہ خدا زندہ ہے اپنی ذات سے، روحانی اور جسمانی طرز پر زندہ کرنے والا۔ خود زندہ اور دوسروں کو زندگی عطا کرنے والا۔ ہمیشہ رہنے والا اور تمام جانوں کی جان۔ ہر قسم کی زندگی کا دائمی سہارا۔

اللہ تعالیٰ کی دیگر صفات عالیہ کی طرح اس کے زندہ رہنے کی صفت بھی اپنے تمام معانی کے اعتبار سے ازلی ابدی ہے اور اس کا ظہور زمان ومکان کی حدود و قیود سے بہت بالاتر ہمیشہ جلوہ گر نظر آتا ہے۔ انبیاء کرام کی تاریخ میں اس کے ایمان افروز نظارے ملتے ہیں۔ تفصیل میں جانے کا موقع نہیں اشارۃً ذکر کرتا ہوں کہ

- حضرت نوح علیہ السلام کے دشمن طوفانِ نوح کا شکار بنے مگر ان کو اور ان کے متبعین کو خدا نے محفوظ و مامون رکھا۔
- حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قادر خدا نے آتشِ نمرود سے محفوظ رکھا اور آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے ٹھنڈک اور سلامتی کا پیغام بن گئے۔
- حضرت یوسف علیہ السلام کو زندہ خدا نے موت کے کنویں سے نجات بخشی اور معجزانہ طور پر عزت و تکریم کے ساتھ صاحبِ اقتدار بنادیا۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہر میدانِ مقابلہ میں دشمنوں پر غلبہ عطا کیا اور فرعون اپنے تمام لشکروں سمیت ان کی نظروں کے سامنے سمندر میں غرق ہوکر زندہ خدا کی غالب تقدیر کا نشان بن گیا۔
- حضرت یونس علیہ السلام کو معجزانہ طور پر مچھلی کے پیٹ میں زندہ سلامت رکھا۔
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دشمنوں نے صلیب پر مارنا چاہا لیکن زندہ خدا نے اپنے دستِ قدرت سے ان کو صلیبی موت سے محفوظ رکھا۔

ہمارے آقا و مولیٰ خاتم الانبیاء محمد عربی ﷺ کا بابرکت دور آیا تو مشکلات کے عظیم پہاڑوں کے مقابل پر زندہ خدا کی زندگی بخش تجلیات نے دشمنوں کے ہر حیلے اور جتن کو نامراد کر دیا۔ ہجرت مدینہ کے موقع پر، غار ثور میں پناہ کے موقع پر، سراقہ بن مالک کے تعاقب کے دوران، غزوات کے ہر میدان میں، یہودیہ کے زہر کھلانے کی مذموم کوشش کے وقت، اور پھر، حضرت مسیح پاکؑ کے الفاظ میں

"جب شاہ ایران نے ہمارے نبی ﷺ کی گرفتاری کے لئے اپنے سپاہی بھیجے تو اس قادر خدا نے اپنے رسول کو فرمایا کہ سپاہیوں کو کہہ دے کہ آج رات کو میرے خدا نے تمہارے خداوند کو قتل کر دیاہے۔" (چشمۂ مسیحی۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 353)

حق تو یہ ہے کہ ہمارے پیارے آقا محمد مصطفٰے ﷺ کی ساری زندگی ایک قادر و توانا اور زندہ خدا کے جلووں کی ایک دلربا تاریخ ہے جو ہر لحاظ سے بے نظیر اور بے مثل ہے۔

آقائے نامدار محمد عربی ﷺ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعودؑ کی ساری کی ساری زندگی مقدس آقاؐ کے مقدس نام کی برکت سے زندہ خدا کی تجلیات سے بھری ہوئی تھی۔ اس بابرکت دور کا ہر دن کل یومٍ ھو فی شان کا نقشہ پیش کرتا ہے۔ بطور مثال صرف دو واقعات کا ذکر کرتا ہوں۔ جماعت احمدیہ کپور تھلہ اور مقامی غیر احمدیوں کے مابین مسجد کے متعلق ایک مقدمہ ہو گیا اور کافی دیر چلتا رہا۔ عدالت کا جج غیر احمدی اور مخالف تھا۔ کپور تھلہ کے احمدی دوست اس صورتِ حال سے سخت پریشان تھے۔ بار بار مسیح پاک علیہ السلام کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے۔ آپ نے ایک موقع پر بڑی غیرت اور تحدی کے ساتھ فرمایا:

"گھبراؤ نہیں۔ میں سچا ہوں تو یہ مسجد تمہیں مل کر رہے گی"

جج نے بدستور مخالفانہ روش قائم رکھی اور احمدیوں کے خلاف فیصلہ لکھ دیا۔ اب زندہ خدا کی قادرانہ تجلی کا کرشمہ دیکھیں کہ جس روز اس نے دستخط کرنے کے بعد فیصلہ سنانا تھا اس روز وہ عدالت جانے سے قبل اپنی کوٹھی کے برآمدہ میں بیٹھا تھا۔ نوکر نے بوٹ پہنا کر تسمہ باندھنا شروع کیا تو جج پر اچانک دل کا حملہ ہوا اور وہ چند لمحوں میں دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اس کی جگہ جو دوسرا جج آیا وہ ہندو تھا۔ اس نے از سرِ نو مُسل دیکھ کر فیصلہ احمدیوں کے حق میں کر دیا۔ مسیح پاک کی بات پوری ہوئی اور مسجد احمدیوں کو مل گئی! (بحوالہ سیرت المہدی۔ حصہ اول صفحہ 64 روایت 79)

حیدرآباد دکن سے ایک نوجوان عبدالکریم تعلیم کے لئے قادیان آیا۔ اتفاق سے اسے ایک باؤلے کتے نے کاٹ لیا۔ مقامی طور پر ہر ممکن علاج کیا گیا جب کچھ فائدہ نہ ہوا تو بالآخر اس کو علاج کے لئے کسولی کے مشہور ہسپتال بھجوایا گیا۔ واپس آکر جب مرض کے آثار دوبارہ نمایاں ہوئے تو ڈاکٹر کو تار کے ذریعے اطلاع دی گئی اور مشورہ پوچھا گیا۔ ان کی طرف سے جواب آیا:

Sorry ! nothing can be done for Abdul Karim

اس جواب پر حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے بڑے جلال سے فرمایا:

"ان کے پاس علاج نہیں۔ مگر خدا کے پاس تو علاج ہے"

چنانچہ آپ نے اس نوجوان کے لئے بڑے درد سے دعا کی اور زندہ خدا کی قدرت دیکھئے کہ جس نوجوان کو دنیا کے ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دیا، وہ صحتیاب ہو گیا اور اس کے بعد لمبی زندگی پائی! (بحوالہ تتمہ حقیقۃالوحی صفحہ 48)

آیئے اب متفرق واقعات کی دنیا میں اتر کر اس حقیقت کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ واقعات کا ایک گلدستہ پیش کرتا ہوں۔

عین ضرورت کے وقت غیبی مدد

اسلام کا زندہ خدا عین ضرورت کے وقت اپنے بندوں کی غیب سے مدد فرماتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے بارہ میں محترم صوفی عطاء محمد صاحب نے بیان کیا:

"ایک دفعہ عید کی صبح کو حضرت مولوی صاحب نے غرباء میں کپڑے تقسیم کئے حتیٰ کہ اپنے استعمال کے کپڑے بھی دے دیئے۔ گھر والوں نے عرض کی کہ آپ عید کیسے پڑھیں گے۔ فرمایا کہ: خدا تعالیٰ خود میرا انتظام کر دے گا۔ یہاں تک کہ عید کے لئے روانہ ہونے میں صرف پانچ سات منٹ رہ گئے۔ عین اسی وقت ایک شخص حضرت کے حضور کپڑوں کی گٹھڑی لے کر حاضر ہوا۔ حضور نے وہ کپڑے لے کر فرمایا:

"دیکھو ہمارے خدا نے عین وقت پر ہمیں

کپڑے بھیج دیئے"(حیات نور صفحہ 641-642)

زندہ خدا کی قادرانہ تجلّی

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا تھا۔اِنّی مُہِین مَن ارادَاھانتک کہ میں اسے ذلیل کروں گا جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا۔اس حوالہ سے زندہ خدا کی قادرانہ تجلی کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

ایک شدید معاندِ احمدیت حافظ سلطان کا واقعہ لکھا ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری بار سیالکوٹ تشریف لائے اس شخص نے جو سکول میں استاد تھا۔ لڑکوں کی جھولیوں میں راکھ ڈلوا کر انہیں چھتوں پر چڑھا دیا اور انہیں سکھایا کہ مرزا صاحب جب یہاں سے گزریں تو راکھ ان کے سر پر ڈال دینا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

اس اہانت اور ظلم کی پاداش میں اس حافظ سلطان پر کیا گزری۔ یہ داستان جسم پر لرزہ طاری کر دیتی ہے۔واقعات اس طرح پر ہیں کہ اس واقعہ کے بعد سیالکوٹ میں سخت طاعون پڑی اور سب سے پہلے اس محلہ میں طاعون سے حافظ سلطان ہلاک ہوا اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے اس کے گھرانہ کے 29افراد جو اس وقت زندہ تھے وہ سارے کے سارے طاعون سے مارے گئے۔ حالت یہ تھی کہ جو شخص بھی مریضوں کی عیادت کرنے آیا وہ بھی مر گیا اور جن لوگوں نے ان مرنے والوں کو غسل دیا وہ بھی مر گئے۔ (بحوالہ سیرت المھدی حصہ سوم صفحہ 596روایت 625)

معجزانہ حفاظت کے واقعات

حضرات! اللہ تبارک و تعالیٰ بحر و بر کا خالق و مالک ہے۔ ہر چیز اس کے قبضہ ٔ قدرت میں ہے۔ سمندری طوفانوں میں معجزانہ حفاظت کے حوالہ سے دو غیر معمولی ایمان افروز واقعات عرض کرتا ہوں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ پہلی جنگ عظیم کے دوران ہندوستان سے انگلستان جا رہے تھے۔ جب بحری جہاز بحیرہ روم میں داخل ہوا تو جہاز کے کپتان نے مسافروں کو اکٹھا کر کے کہا کہ یہ سمندر ہر طرف جرمن آبدوزوں سے بھرا ہوا ہے اور معلوم نہیں کہ کب ہمارا جہاز ان کے نشانے سے ڈوب جائے۔ اگر ایسا ہوا تو جہاز ڈوبنے سے پہلے ایک سیٹی بجائی جائے گی۔ سیٹی کے بجتے ہی تمام مسافر بحری جہاز کے ساتھ ساتھ جو کشتیاں لٹک رہی ہیں ان میں بیٹھ جائیں۔ پھر یہ کشتیاں جہاں آپ کو لے جائیں یہ آپ کی قسمت ہے، ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کپتان کی تقریر سن کر اپنے کمرے میں آئے اور دعا میں لگ گئے۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ آپ کو کہتا ہے کہ "صادق! یقین کرو! یہ جہاز صحیح سلامت پہنچے گا۔"

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کئی جہاز اس جہاز کے آگے پیچھے، دائیں بائیں ڈوبے، ان جہازوں کی لکڑیاں پانی میں تیرتی ہوئی دیکھی گئیں، مگر حی و قیوم خدا نے آپ والا جہاز بحفاظت منزل مقصود پر پہنچا دیا! (بحوالہ لطائف صادق صفحہ 130-131،صادق بیتی مرتبہ مشتاق اخگر (لکھنوی) صفحہ 21-22)

زندہ خدا کی غیر معمولی تائید و نصرت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ غیر معمولی حالات میں جبکہ موت آنکھوں کے سامنے نظر آ رہی ہو، اچانک اس کی غالب تقدیر حرکت میں آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کی حفاظت فرماتا ہے اور موت کو ٹال کر اپنی قدرت کا جلوہ دکھاتا ہے۔

حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ روزگار کی تلاش میں 1918 میں بصرہ بھجوائے گئے۔ آپ تبلیغ بھی کرتے اور اپنا کام بھی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم جہاز پر کام کر رہے تھے کہ حکم آیا کہ سب کارکنوں کے ساتھ یہ جہاز بغداد بھجوایا جا رہا ہے۔ اس وقت سخت جنگ ہو رہی تھی اور سفر بہت خطرناک تھا۔ میرے ساتھیوں نے تو رونا شروع کر دیا اور میں دعا میں مصروف ہو گیا۔ جہاز کی روانگی سے صرف دو منٹ پہلے جنرل صاحب کا حکم آیا کہ جہاز معائنہ کے بغیر روانہ نہ کیا جائے۔ بالآخر جہاز کی روانگی کی منظوری دے دی گئی۔ بعد ازاں اچانک مجھے اور میرے ساتھی کارکنان کو جہاز سے اترنے کا حکم دیا گیا اور جہاز دوبارہ روانہ ہو گیا۔ قدرتِ الٰہی اور حفاظتِ الٰہی کا کرشمہ دیکھئے کہ رات دو بجے یہ اطلاع ملی کہ دشمن نے اُس جہاز کو جس سے ہمیں اتار لیا گیا تھا، غرق کر دیا ہے اور ایک آدمی بھی زندہ نہیں بچ سکا! (بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ۔ یکم جون 2003، بحوالہ درویشان احمدیت جلد سوم صفحہ 388)

زندہ خدا کی قادرانہ تجلیات کے نمونے ماضی کا قصہ نہیں بلکہ ان کا ظہور ہر زمانہ میں اور دنیا کے کونے کونے میں جاری و ساری ہے!

دس سال قبل کی بات ہے۔ 4 مئی 2006

جمعرات کا دن تھا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مشرق بعید کے ممالک کے دورہ کے دوران ناندی فجی میں تھے۔ نصف رات گزرنے کے بعد اطلاعات ملنے لگیں کہ ایک بہت بڑا سمندری طوفان فجی کے قریبی جزیرہ TONGA میں آیا ہے اور یہ طوفان اپنی شدت میں انڈونیشیا کے سونامی سے بڑا ہے جس سے لکھوکھا افراد ہلاک ہوئے تھے اور دنیا کے کئی ممالک میں بہت تباہی آئی تھی۔ ٹیلی وژن کی تازہ اطلاعات کے مطابق یہ آنے والا سونامی مسلسل اپنی شدت اور قوت میں بڑھ رہا تھا اور خدشہ تھا کہ فجی کا سارا علاقہ، قریبی جزائر، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے بعض حصے بھی غرق ہو جائیں گے۔ یہ صورت حال انتہائی خوفناک اور پریشان کُن تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نماز فجر کے لئے تشریف لائے تو ساری صورت حال سے آگاہ کیا گیا۔ حضور انور نے نماز فجر پڑھائی اور بہت لمبے سجدے کئے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور کچھ ایسی پر درد مناجات کیں کہ نماز سے فارغ ہو کر حضور نے احباب سے مخاطب ہو کر یہ خوشخبری سنائی کہ ''فکر نہ کریں۔ اللہ فضل فرمائے گا۔ کچھ نہیں ہو گا''۔

بحر و بر کے مالک، اسلام کے زندہ خدا کی تجلّی کا ایمان افروز نظارہ اس رنگ میں ظاہر ہوا کہ حضور کے اس فرمانے کے دو اڑھائی گھنٹے کے بعد یہ خبر آگئی کہ اس خوفناک سونامی کا زور ٹوٹ گیا ہے۔ اور پھر خبر آئی کہ جس سونامی نے سارے علاقہ کو ہستی سے مٹا دینا تھا چند گھنٹوں میں خود اس کا وجود ہی مٹ گیا ہے۔ فجی کے اخبارات نے لکھا کہ اس سونامی کا ٹل جانا کسی معجزہ سے کم نہیں! (بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 21 نومبر 2014 صفحہ 15)

زندہ خدا کی طرف سے معجزانہ حفاظت

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے بارہ میں بار بار فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (البقرہ:21) کہ وہ ہر بات پر غالب قدرت رکھنے والا ہے اور ایسی صورتوں میں کہ جب دنیاوی اعتبار سے حفاظت کا کوئی ذریعہ بھی موجود نہیں ہوتا اور موت کی صورت یقینی اور قطعی نظر آتی ہو اسلام کا خدا ایسے موقعوں پر بھی اپنے پیاروں کی معجزانہ حفاظت کرتا ہے اور اپنے زندہ ہونے کا چمکتا ہوا ثبوت عطا فرماتا ہے۔

حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ جو لمبا عرصہ جماعت ہائے احمدیہ صوبہ سرحد کے امیر رہے بہت نیک اور ولی اللہ تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ 9 جون 1935 کو پشاور شہر کے قصہ خوانی بازار میں دن کے گیارہ بجے ایک معاند احراری نے ان پر قاتلانہ حملہ کیا۔ آپ اس حملہ سے کلیۃً بے خبر تھے۔ اس حملہ آور نے اپنے پانچ ڈزہ پستول سے ان پر گولی چلائی۔ بھرے بازار میں کوئی آپ کا محافظ نہ تھا۔ ہاں! ایک زندہ خدا آپ کا محافظ تھا اور اس خدا نے ایسا تصرّف کیا کہ گولی اس کے پستول کی نالی میں پھنس گئی اور پستول کو چلنے سے روک دیا۔ حضرت قاضی صاحب نے کیا خوب لکھا ہے کہ:

''یہ کس نے کیا؟ صرف ہمارے زندہ خدا نے۔ الحمد للہ'' (ظہور احمد موعود صفحہ 115 تا 116)

اس جگہ مجھے ایک اور ایمان افروز واقعہ یاد آیا۔ میرے والد محترم حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھریؓ بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں ایک بار ایک احمدی دوست کے ساتھ ایک تبلیغی پروگرام سے فارغ ہونے کے بعد رات کے وقت پیدل واپس کبابیر آرہا تھا کہ جنگل سے گزرتے ہوئے یہ محسوس ہوا کہ جیسے جھاڑیوں میں کچھ حرکت ہے لیکن اس پر زیادہ توجہ نہ دی۔ آگے گزر گئے تو تھوڑی دیر بعد پیچھے سے یکے بعد دیگرے دو گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دیں لیکن انہیں بھی اتفاقی واقعہ سمجھ کر کچھ توجہ نہ دی گئی۔

کافی عرصہ بعد اس واقعہ کی اصل حقیقت معلوم ہوئی کہ کچھ معاندینِ احمدیت عرصہ سے مجھے قتل کرنے کی کوشش میں تھے۔ اُس رات اُن میں سے دو نوجوان نئی بندوقوں سے مسلح ہو کر اور پوری تیاری کے ساتھ میری تاک میں جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے میں اور میرا ساتھی باتیں کرتے ہوئے جب ان کے پاس سے گزرے تو پہلے ایک نے مجھ پر گولی چلائی لیکن وہ نہیں چلی پھر دوسرے نوجوان نے گولی چلانے کی کوشش کی لیکن اس کی بندوق بھی نہ چل سکی۔ ہم دونوں اُن کی قاتلانہ کوششوں سے کلیتہً بے خبر' اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور حفاظت کے سایہ میں آگے نکل گئے۔ ہمارے گزر جانے کے بعد جب ان دونوں نوجوانوں نے اپنی اپنی نئی بندوقوں کو چلایا تو انہوں نے بالکل ٹھیک کام کیا اور دونوں کی گولیاں چل گئیں۔ بات صرف یہ تھی کہ جب ان بندوقوں کا رخ دو مجاہدینِ اسلام کی طرف تھا تو زندہ خدا کی

غالب تقدیر نے انہیں چلنے سے روک دیا!(میدان تبلیغ میں تائید الٰہی کے ایمان افروز واقعات صفحہ 43)

غیر معمولی خدائی نصرت اور حفاظت کے نمونے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہوگے اور خدا تمہارے لئے جاگے گا، تم دشمن سے غافل ہوگے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا“(کشتیٔ نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22)

حضرت راجہ عطا محمد خان صاحبؓ جاگیر دار علاقہ کشمیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اولین صحابہ میں سے تھے۔ آپ کی زندگی کا ایک ایمان افروز واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک بار قادیان سے واپس آتے ہوئے آپ گڑھی حبیب اللہ پہنچے اور اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ گاؤں کے رئیس خان محمد حسین خان کے ہاں مقیم ہوئے۔ ان دنوں اس گاؤں میں احمدیت کی مخالفت زوروں پر تھی اور مقامی ملاؤں نے احمدیوں کو واجب القتل قرار دیا ہوا تھا۔ ملاؤں نے محمد حسین کو کہا کہ آپ کو ان احمدیوں کے قتل کرنے کا بڑا ثواب ہو گا۔ محمد حسین خان اپنی سادگی میں ان فتنہ پردازوں کی باتوں میں آگیا اور اس نے اپنے آدمی مقرر کر دیئے کہ رات کو ان تینوں احمدی مہمانوں کو قتل کر دیں۔ راجہ عطا محمد صاحبؓ کو اس منصوبہ کی کچھ خبر نہ تھی۔ وہ رات کو آرام سے سو گئے۔ لکھا ہے کہ تھوڑی رات گزری تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کو خواب میں نظر آئے اور فرمایا:

”راجہ صاحب! آپ کے قتل کا منصوبہ کیا گیا ہے۔ آپ اسی وقت یہاں سے اٹھ کر چلے جائیں“

چنانچہ آپ اٹھے اور ساتھیوں کو جگایا اور چپ چاپ وہاں سے نکل کر رات کے وقت ہی سفر پر روانہ ہو گئے اور دشمنوں کے سب منصوبے دھرے کے دھرے رہ گئے! (بحوالہ تاریخ احمدیت جموں و کشمیر از محمد اسد اللہ کاشمیری صفحہ 27 تا 29)

زندہ خدا کی طرف سے علاج کی راہنمائی

حضرات! جماعت احمدیہ کے افراد تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے زندہ خدا کی تجلیات کے زندہ گواہ ہیں۔ رب العالمین خدا اپنی ہستی کے ثبوت کے طور پر کبھی ان لوگوں کو بھی اپنے فیضان کا مزہ چکھا دیتا ہے جو اس کے وجود کے قائل نہیں ہوتے۔ اس سلسلہ میں ایک ایمان افروز واقعہ سنیئے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلویؓ بیان کرتے ہیں کہ منشی مختار احمد صاحب کا بڑا بیٹا میرا کلاس فیلو تھا۔ اسے مرگی کی قسم کا ایک عارضہ ہو گیا۔ کلاس میں بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو کر گر پڑتا۔ کلاس میں ابتری پھیل جاتی۔ آخر منشی صاحب نے تنگ آکر اسے سکول سے اٹھا لیا۔ ہر ممکن علاج کیا۔ لیکن نہ صحیح تشخیص ہو سکی اور نہ مرض دور ہوا۔ منشی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے محض شغل کے طور پر ایک معمولی سے ہندو طبیب سے علاج کروانا چاہا۔ طبیب نے حالات سن کر کہا کہ مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آتی۔ کل غور کر کے بتاؤں گا۔ اگلے روز وہ طبیب کہنے لگا کہ رات میں نے خواب میں ایک کتاب دیکھی۔ جس میں لکھا تھا کہ اس بیماری کا علاج املی کے سوا کچھ نہیں۔ منشی صاحب نے اس خواب کو خدائی اشارہ یقین کر کے بیٹے کو ہدایت کی کہ اب تم کھاؤ بھی املی اور پیو بھی املی۔ علیم و خبیر زندہ خدا کی قدرت کا کرشمہ دیکھیں کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر بیماری کا نام و نشان تک نہ رہا۔ بیٹے نے تعلیم مکمل کی، اعلیٰ ڈگریاں حاصل کیں اور لمبا عرصہ ملازمت کے بعد اپنا کاروبار کرتے رہے۔ آخر یہ خواب کس نے دکھایا؟ ہمارے زندہ اور شافیٔ مطلق خدا نے! (بحوالہ اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 25-26)

معجزانہ شفایابی ہدایت کا ذریعہ بن گئی!

اسلام کا زندہ خدا جسمانی زندگی بھی عطا کرتا ہے اور روحانی زندگی بھی۔اس کی ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ اس واقعہ کا تعلق الجزائر سے ہے۔ وہاں کی ایک نو احمدی خاتون نادیہ کاظمی صاحبہ نے چند سال قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات میں اپنی والدہ کے لیے دعا کی درخواست کی۔ ان کی والدہ کینسر کی مریضہ تھیں اور بیماری بہت بڑھ چکی تھی۔ حضور انور نے نہ صرف شفایابی کے لیے دعا کی بلکہ خدائی تصرف کے نتیجہ میں انہیں یہ خوشخبری بھی عطا فرمائی کہ

”اللہ تعالیٰ صحت دے گا اور فضل کرے گا“

علاوہ ازیں ان کی والدہ کے لیے اَلَیْسَ اللّٰہ والی ایک انگوٹھی بھی عطا فرمائی جو ان کی والدہ نے فوراً پہن لی۔

اب سنئے کہ زندہ خدا کی قادرانہ تجلی کس رنگ میں ظاہر ہوئی۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کی والدہ کا چیک اپ ہوا تو ڈاکٹروں نے بتایا کہ اب تو ان کی صحت کینسر ہونے سے پہلے کی صحت سے بھی زیادہ اچھی ہے اور انہیں کسی قسم کے مزید علاج کی ضرورت نہیں۔ اس معجزانہ شفایابی کے نشان کو دیکھ کر ان کے خاندان کو روحانی زندگی کی دولت بھی مل گئی اور 36 افراد پر مشتمل سارے کا سارا خاندان احمدیت کی آغوش میں آگیا! (بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۲۱ نومبر ۲۰۱۴ء)

اسلام کا زندہ خدا۔ جاں بہ لب مریضوں کو شفا دینے والا

قرآن مجید میں اسلام کے پیش کردہ زندہ خدا کی ایک صفت بیان ہوئی ہے کہ

يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ (سورۃ النمل 27:63)

کہ وہ بے قرار دل کی پکار اور دعا کو سنتا اور قبول کرتا ہے۔ جب دنیا کے سہارے ختم ہو جاتے ہیں تو زندہ خدا اپنے پیاروں کی مدد کو آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے:

"سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے" (ملفوظات جلد صفحہ 201۔ ایڈیشن 1984۔ لندن)

اس ضمن میں حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحبؓ کی اہلیہ محترمہ کی بیماری اور معجزانہ شفاء کا واقعہ ایک غیر معمولی شان رکھتا ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ ان کی بیوی بچہ کی پیدائش کے بعد شدید بیمار ہو گئیں۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام ان کی بیماری کی کیفیت سن کر سخت پریشان ہو گئے۔ آپ نے دعا کے ساتھ فوراً ایک دوائی تجویز فرمائی۔ بیماری کی شدت بڑھتی گئی۔ بدل بدل کر دوائیاں دی جاتی رہیں لیکن حالت پہلے سے بھی خراب ہو گئی یہاں تک کہ یوں محسوس ہوا کہ اب آخری مرحلہ آگیا ہے۔ سانس اکھڑ گیا۔ گردن کھنچ گئی۔ آنکھوں میں روشنی نہ رہی۔ زبان بند ہو گئی اور موت کے سائے منڈلانے لگے۔ اس پر مفتی صاحب حالتِ اضطرار میں ایک بار پھر مسیحائے دوراں کے در پر حاضر ہوئے۔ حضور نے فرمایا:

" دنیا کے جتنے ہتھیار تھے وہ تو ہم نے چلا لئے۔ اب ایک ہتھیار باقی ہے اور وہ دعا ہے۔ تم جاؤ۔ میں دعا سے اس وقت سر اٹھاؤں گا جب اسے صحت ہو گی"

مسیح پاکؑ کی زبان سے یہ الفاظ سن کر حضرت مفتی صاحب نے اپنے آپ سے کہا کہ اب تجھے کیا فکر ہے اب تو ٹھیکیدار نے خود ٹھیکہ لے لیا ہے۔ گھر واپس آئے اور مریضہ کو اسی حالت میں چھوڑ کر دوسرے کمرے میں جاکر سو رہے۔

زندہ خدا کی قادرانہ قدرت اور مسیح پاک کی دعائے مستجاب کا کرشمہ دیکھئے کہ صبح کو کسی برتن کی آہٹ سے مفتی صاحب کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کی اہلیہ کچھ برتن ٹھیک کر رہی ہیں۔ حال پوچھا تو بتایا کہ آپ تو سو رہے اور شافیٔ مطلق نے مجھے اپنے فضل سے نئی زندگی عطا فرما دی! (بحوالہ سیرت احمد از حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحبؓ صفحہ 170-172)

اسی طرح کا ایک اور ایمان افروز واقعہ چند سال قبل مغربی افریقہ کے ملک بینن میں پیش آیا۔ وہاں کے ایک احمدی بادشاہ کی بیوی شدید بیمار ہو گئی۔ مالی وسائل کی کوئی کمی نہ تھی ہر ممکن علاج کیا گیا لیکن حالت لحہ بہ لحہ بگڑتی گئی۔ اُس وقت یہ صورت تھی کہ مریضہ کے سانس گنے جا رہے تھے اور کسی بھی وقت یہ سلسلہ منقطع ہو سکتا تھا۔ وہ بادشاہ بے بسی اور اضطراب کی حالت میں اہلیہ کے بستر کے پاس غم کی تصویر بنے بیٹھے تھے کہ اچانک ان کی نظر ایک فریم پر پڑی جس میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مقدس لباس کا ایک حصہ لگا ہوا تھا اور مسیح پاک علیہ السلام کا یہ الہام ان کو یاد آیا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ احمدی بادشاہ نے اس خدائی پیشگوئی پر بھرپور ایمان کے ساتھ وہ فریم اتارا اور اپنی جاں بہ لب اہلیہ کے سینے پر رکھ دیا اور خود جائے نماز بچھا کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو گئے۔ ایک مضطر کی دعا کو زندہ خدا نے سنا اور جب دعا ختم کرنے کے بعد بادشاہ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو ان کی بیوی نے کہا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں! یہ ہے وہ زندہ خدا اور اسکی تجلیات کا ایک نمونہ جو اسلام پیش کرتا ہے!

زندہ خدا۔ ضروریات کا خود متکفل

حضرات! قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ بیان ہوئی ہے کہ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ (الحدید 57) کہ وہ ہر جگہ اپنے بندوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس میں صرف معیت ہی کا ذکر نہیں بلکہ یہ بات بھی شامل ہے کہ وہ اپنے بندوں کی ضروریات کا متکفل، ان کی دل کی باتوں کو جاننے

والا اور دلوں میں چھپی ہوئی خواہشات کو پورا کرنے والا بھی ہے۔

اس حوالہ سے حضرت مولوی فضل دین صاحب کی بیان کردہ ایک روایت بہت ایمان افروز ہے اور زندہ خدا کے تصور کو قطعی اور حتمی یقین میں بدلنے والی ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ:

ایک دن حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ مجھے اپنے ہمراہ لے کر ایک پھل فروش کی دوکان پر گئے اور مختلف پھل خریدنے لگے۔ میرا دل چاہا کہ وہ انگور بھی خریدیں۔ انہوں نے کئی قسم کے پھل خریدے لیکن انگور نہ خریدے اور واپس گھر کو چل پڑے۔ تھوڑی دور جاکر یکدم واپس ہوئے اور پھر اسی پھل فروش کی دوکان پر جاکر انگور بھی خرید لئے۔ اس کے بعد گھر کی طرف روانہ ہوئے اور راستہ میں مجھے فرمانے لگے:

''اگر انگور لینے تھے تو خود ہی کہہ دیا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ سے کیوں کہلوایا؟'' (روزنامہ الفضل ربوہ۔ جنوری 1995)

دریانے الٹا بہنا شروع کر دیا

زندہ خدا کی رحمتیں اور قدرتیں بے پایاں ہیں۔ زندگی کے ہر شعبہ میں ان کا ظہور ہوتا ہے۔ تبلیغ کے میدان کا ایک دلچسپ اور ایمان افروز واقعہ محترم مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری مرحوم نے بیان کیا ہے۔

وہ لکھتے ہیں کہ سیرالیون کا ایک سیکشن چیف قاسم کمانڈا انہایت متعصب اور مخالف شخص تھا۔ اپنے عیسائی عقائد میں اتنا پختہ اور احمدیت کا اتنا شدید مخالف تھا کہ ایک بار جب انہوں نے اس کو تبلیغ کی تو اس نے صاف صاف کہہ دیا کہ دیکھو یہ دریا جو میرے گاؤں کے سامنے اوپر سے نیچے کی طرف بہہ رہا ہے اگر یہ دریا یکدم اپنا رخ بدل لے اور نیچے سے اوپر کی طرف الٹا بہنا شروع کر دے تو یہ تو شاید ممکن ہو لیکن میرا احمدی ہونا ہرگز ممکن نہیں۔

ایک طرف چیف کمانڈا کی یہ ترنگ اور دوسری طرف زندہ خدا کی بے پایاں قدرت اور رحمت کا کرشمہ دیکھئے کہ چند دنوں کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ کوئی بڑا عالم فاضل نہیں بلکہ ایک معمولی پڑھا ہوا لوکل افریقن معلم اس سے ملا۔ چند دن اسے تبلیغ کی۔ اس کے بعد اس چیف نے مولانا محمد صدیق صاحب امرتسری کو لکھا کہ بے شک پہلے میں نے ہی کہا تھا کہ گاؤں کا دریا الٹا بہہ سکتا ہے لیکن میں احمدی نہیں ہو سکتا۔ لیکن اب میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ بے شک احمدیت سچی ہے اور آپ خود آکر دیکھ لیں۔ اس دریا نے الٹا بہنا شروع کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب میں احمدی ہو گیا ہوں! (بحوالہ روح پرور یادیں از مولوی محمد صدیق امرتسری صاحب صفحہ 420)

زندہ خدا نے سارے ملک کو ہلا کر رکھ دیا

زندہ خدا کی قدرتوں کا شمار نہیں۔ قادر و مقتدر خدا حیرت انگیز واقعات دکھا کر اپنی زندگی اور عظمت کا ثبوت دیتا ہے۔

حضرت مولانا نذیر احمد صاحب مبشر کا ایک واقعہ بھی یاد کرنے کے لائق ہے۔ جن دنوں آپ غانا میں تبلیغ اسلام کر رہے تھے۔ ایک نوجوان نے مکہ مکرمہ سے واپس آکر یہ پراپیگنڈا شروع کر دیا کہ احمدی لوگ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ امام مہدی کا ظہور ابھی نہیں ہوا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ مخالفین نے قریہ بہ قریہ جلوس نکالنے شروع کر دیئے اور ان الفاظ میں گانا شروع کر دیا کہ ہماری فتح ہوئی ہے۔ مہدی ابھی نہیں آئے کیونکہ زلزلہ نہیں آیا۔ مہدی آگیا ہوتا تو زلزلہ ضرور آتا۔

مخالفین کا یہ مطالبہ ایسا تھا کہ جسے کوئی انسان پورا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ہاں زمین و آسمان کا خالق و مالک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی قادر و توانا خدا نے اپنے سچے امام مہدی علیہ السلام کی تائید و نصرت کے لئے یہ معجزہ دکھایا کہ چند دنوں کے اندر اندر سارے غانا میں شدید زلزلہ آیا اور وہی لوگ جو پہلے یہ کہتے تھے کہ مہدی ابھی نہیں آئے کیونکہ زلزلہ نہیں آیا۔ اب برملا دو تارے بجا بجا کر اعلان کرنے لگے کہ مسلمانوں کا مہدی آگیا ہے۔

اللہ! اللہ! کیا شان دلربائی ہے کہ اپنے فرستادہ کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے زندہ خدا نے سرزمینِ غانا کو ہلا کر رکھ دیا اور اس طرح اپنی قدرت اور جبروت کا زندہ نشان عطا فرمایا جو بہتوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ثابت ہوا! (بحوالہ روح پرور یادیں از مولوی محمد صدیق امرتسری صاحب صفحہ 77-79)

زندہ خدا بحری جہاز کو واپس لے آیا

محترم ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحب مرحوم ایک زبردست داعی الی اللہ تھے۔ تبلیغ کا بے پناہ

جذبہ رکھتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ وہ حاجیوں کے ایک جہاز میں بطور ڈاکٹر ملازم تھے۔ واپسی سفر پر جب جہاز عدن پہنچا تو وہ تبلیغ کے شوق میں شہر میں نکل گئے اور اسلام کی تبلیغ میں ایسے محو ہوئے کہ وقت کا بالکل خیال نہ رہا۔ واپس بندر گاہ آئے تو جہاز روانہ ہو گیا تھا۔ طرح طرح کی پریشانیوں نے آگھیرا۔ اگر خدانخواستہ کوئی مسافر مر گیا تو قانونی گرفت بھی ہو سکتی تھی۔ بیان کرتے ہیں کہ میں اسی کیفیت میں دعا کرتے کرتے سو گیا۔ رات خواب میں دیکھا کہ جہاز واپس آ گیا ہے۔ میں جن لوگوں کو شام تک تبلیغ کر تا رہا تھا وہ مجھ پر پہلے ہی ہنس رہے تھے کہ اس کا جہاز نکل گیا ہے اور یہ مشکل میں پڑ گیا ہے۔ صبح جب میں نے یہ اعلان کیا کہ میرے خدا نے مجھے بتایا ہے کہ میرا جہاز واپس آ گیا ہے اس پر تو وہ اور بھی ہنسے کہ دیکھو یہ کیسا دیوانہ ہو گیا ہے۔ کیا کبھی بحری جہاز بھی اس طرح واپس آیا ہے؟

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب نے بیان کیا کہ دن چڑھا تو لوگوں نے ایک عجیب اور ناقابلِ یقین نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ واقعی جہاز بندر گاہ پر واپس آ گیا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور جہاز پر سوار ہو گیا۔

جہاز کی واپسی کا اصل سبب تو اللہ تعالیٰ کا غیر معمولی تصرف تھا۔ ظاہری وجہ یہ بنی کہ جنگ کے دنوں میں امن کے سفید جھنڈے کے بغیر سفر محفوظ نہیں۔ یہ جھنڈا لینے کے لئے جہاز کو واپس آنا پڑا اور اس طرح دنیا نے زندہ خدا کی ایک نئی تجلی کا مشاہدہ کیا! (تحریری بیان سردار حمید احمد صاحب ابن ڈاکٹر نذیر احمد صاحب)

مسبب الاسباب خدا کی زندہ تجلّی

اللہ تعالیٰ اسباب کا خالق ہے۔ دنیا کی ہر چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اس کے زندہ ہونے کی تجلّی کبھی اس صورت میں بھی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ پردۂ غیب سے ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے جو بظاہر ناممکن ہوتے ہیں لیکن غیر معمولی حالات میں ظہور پذیر ہو کر وہ خدا تعالیٰ کے زندہ ہونے کے زندہ گواہ بن جاتے ہیں۔

محترم مولانا عبد المالک خاں صاحب مرحوم کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ اس کی شاندار مثال ہے۔ آپ لاہور میں تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثّانی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ملا کہ ایک بیرونی حکومت نے حکومتِ پاکستان کو ایک خط لکھا ہے۔ اس خط کی نقل فوری طور پر حاصل کر کے بھجوائیں۔ بظاہر بہت مشکل کام تھا۔ آپ فوری طور پر کراچی گئے۔ ایک بس سٹاپ کے قریب عربی سکھانے والے سکول کا بورڈ تھا۔ اس کی عربی عبارت میں غلطی تھی جس پر آپ بے ساختہ مسکرا دیئے۔ سکول کا پرنسپل وہیں ساتھ کھڑا تھا اس نے وجہ پوچھی۔ آپ نے وجہ بتائی تو اس نے آپ کو سکول آنے کی دعوت دے دی۔ اگلے روز آپ سکول گئے تو اس نے ایک عربی خط آپ کو دیا کہ از راہِ کرم اس کا ترجمہ کر دیں۔ آپ نے خط کی کاپی ان سے لے لی اور جب اس کو پڑھا تو معلوم ہوا کہ یہ تو وہی خط ہے جس کی تلاش میں آپ کراچی آئے تھے۔ آپ نے خط کا ترجمہ تو سکول والوں کو کر دیا اور خط کی نقل اگلے روز حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دی۔ (بحوالہ MTA پر انٹرویو عبد الرب انور صاحب)

اولاد نرینہ عطا کرنے والا زندہ اور وہاب خدا

ازلی ابدی زندہ خدا کی تجلّی کبھی اس طور پر بھی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ دعاؤں کو سنتا ہے اور اپنے کلام سے اس کا جواب بھی دیتا ہے۔ یہ بات کوئی زبانی ادّعا نہیں بلکہ سچے مومنوں کی زندگی میں اس کے جلووں کی کوئی انتہا نہیں۔ واقعات اس قدر ہیں کہ کوئی شمار ممکن نہیں۔ صرف تین مثالیں عرض کرتا ہوں جن کا تعلق اولاد نرینہ سے ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ایک موقعہ پر فرمایا:

”مغربی افریقہ سے ایک خاتون نے مجھے لکھا کہ ہمیں شادی کئے 37 برس ہو چکے ہیں لیکن ہم اولاد کی نعمت سے محروم ہیں.... ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ بظاہر میں عمر کے ایسے دور میں داخل ہو چکی ہوں کہ اولاد ہونا ناممکن نظر آتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے لئے دعا شروع کی اور اللہ تعالیٰ نے میری دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے شادی کے 40 سال بعد اس کو لڑکا عطا فرمایا“ (روزنامہ الفضل 27 جولائی 1971 صفحہ 3 بحوالہ رسالہ مصباح جون۔ جولائی 2008 صفحہ 190)

مکرم فتح محمد صاحب نے 22-1921 میں احمدیت قبول کی۔ وہ لکھتے ہیں کہ میرے ساتھ چار اور افراد بھی احمدی ہو گئے۔ اتفاق سے ہم پانچوں نو احمدیوں کی اولاد صرف لڑکیاں تھیں۔ کسی ایک کے ہاں بھی اولاد نرینہ نہ تھی۔ مخالفین نے طنزاً کہنا شروع کر دیا کہ یہ لوگ چونکہ مرزائی ہو گئے ہیں

اس لئے ان کے ہاں لڑکیاں ہی ہوتی ہیں۔ فتح محمد صاحب کہتے ہیں کہ یہ سن کر مجھے دلی صدمہ ہوا۔ میں فوراً حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کریں کہ ہم سب نو احمدیوں کے ہاں نرینہ اولاد ہو۔ آپ نے اُسی وقت دعا کی اور فوراً یہ جواب دیا:

"خدا تعالیٰ آپ سب کو نرینہ اولاد دے گا"

خدا کے پیارے بندے کے الفاظ میں کیا شان تھی! پانچوں نو احمدیوں کے گھروں میں نرینہ اولاد کی خوشخبری آپ نے سنائی اور زندہ خدا نے اپنی غیر معمولی قدرت کا جلوہ اس طرح دکھایا کہ کچھ ہی عرصہ میں خدا تعالیٰ نے پانچوں نو احمدیوں کو نرینہ اولاد عطا فرمائی اور سب کے سب مخالفین کے منہ بند ہو گئے۔ (بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 25 ستمبر 2015 صفحہ 15)

مکرم عبدالحمید خورشید آفندی صاحب کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ قادیان تشریف لے جانے والے پہلے مصری احمدی ہیں۔ مکرم مصطفےٰ ثابت صاحب مرحوم نے بیان کیا کہ آفندی صاحب نے خود ان سے بیان کیا کہ جب میں 1936 میں قادیان گیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے عرض کیا کہ میری شادی کو 15 سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم ہوں۔ نہ معلوم انہوں نے کس درد سے دعا کی التجا کی کہ حضورؓ نے دعا کرنے کا وعدہ فرمایا۔

واپسی سے قبل الوداعی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو حضور نے انہیں فرمایا کہ میں نے آپ کے لئے دعا کی ہے اور خدا نے میری دعا قبول بھی فرمالی ہے۔ مبارک ہو کہ وہ آپ کو جلال الدین، شمس الدین اور عائشہ عطا فرمائے گا۔ یہ خوشخبری سن کر آفندی صاحب کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ واپس آنے کے چند ماہ بعد جب ان کی بیوی حاملہ ہوئیں تو انہوں نے کامل یقین کے ساتھ لوگوں کو بتانا شروع کر دیا کہ میرے ہاں جلال الدین پیدا ہو گا۔ بعض لوگوں نے کہا بھی کہ ابھی سے معین طور پر اس بات کا پھیلانا مناسب نہیں لیکن آپ کو اس خوشخبری پر اتنا کامل یقین تھا کہ کہا: نہیں، جس ترتیب سے مجھے بشارت دی گئی ہے یہ پیشگوئی اسی طرح پوری ہو کر رہے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پہلے ان کے ہاں جلال الدین پیدا ہوا پھر شمس الدین اور آخر میں عائشہ!

یہ ہے ایک جلوہ اسلام کے زندہ خدا کا جو دعاؤں کو سنتا بھی ہے اور پہلے سے بتا بھی دیتا ہے اور پھر وہ بات ہو کر رہتی ہے۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

ابتلاؤں میں دستگیری کرنے والا زندہ خدا

الٰہی جماعتوں پر ہمیشہ مشکلات کے ادوار آتے ہیں مگر ہر موقع پر زندہ اور قادر خدا مومنوں کی دستگیری کرتا ہے اور انہیں مخالفتوں کے طوفان سے نجات ہی نہیں دیتا بلکہ ترقی کی اعلیٰ منازل پر پہنچا دیتا ہے۔ جماعت احمدیہ کی 127 سالہ تاریخ اس بات پر زندہ گواہ ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ 1953 میں پاکستان میں جماعت کے خلاف ملک گیر شدید مخالفت کی تحریک چلائی گئی جس میں جانباز احمدیوں نے جانوں کے نذرانے دے کر اپنے ایمان و اخلاص پر مہر ثبت کی۔ اس تحریک کے دوران ایک موقع پر جماعت احمدیہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو ایک حکم نامہ کے ذریعہ زبان بندی کا حکم بھجوایا گیا۔ یہ حکم نامہ حکومتِ پنجاب کے گورنر کی خصوصی ہدایت پر 19 مارچ 1953 کو ایک NOTICE کے طور پر دیا گیا۔ آپ نے نوٹس تو لے لیا مگر لانے والے کارندے کو نہایت پُر جلال انداز میں فرمایا:

"بے شک میری گردن آپ کے گورنر کے ہاتھ میں ہے لیکن آپ کے گورنر کی گردن میرے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کے گورنر نے میرے ساتھ جو کرنا تھا کر لیا۔ اب میرا خدا اپنا ہاتھ دکھائے گا" (تاریخ احمدیت جلد 15 صفحہ 242)

اسلام کے قادر و توانا اور زندہ خدا نے اس کڑے ابتلاء میں جس طرح جماعت کی نصرت اور دستگیری فرمائی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پاکستان کی مرکزی حکومت نے ایک حکم نامہ کے ذریعہ مسٹر آئی آئی چندریگر کو جو اس وقت گورنر پنجاب تھے اور جن کے ایماء پر یہ نوٹس جاری ہوا تھا۔ ان کو عہدہ سے برطرف کر دیا اور ان کی جگہ میاں امین الدین صاحب گورنر پنجاب مقرر ہوئے جنہوں نے یکم مئی 1953 کو یہ ظالمانہ نوٹس واپس لے لیا۔ اللہ اکبر و للہ الحمد!

یہ ہے اسلام کا زندہ خدا جو ابتلاؤں میں دستگیری کرنے والا اور اپنے پیارے بندوں کا آخری سہارا ہے!

زندہ خدا کی قدرت کا ایک تابندہ نشان

1984 کا سال جماعت احمدیہ کی تاریخ میں

سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ظالمانہ سیاہ قانون کی وجہ سے جب جماعت احمدیہ کے افراد کے لئے دین اسلام کا اقرار۔ اس پر عمل اور اسکی اشاعت کو ایک جرم قرار دے دیا گیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی راہنمائی اور عمائدین کے مشورہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے پاکستان سے برطانیہ ہجرت کر جانے کا فیصلہ فرمایا۔ یہ ایک کٹھن مرحلہ تھا۔ ربوہ کو ہر طرف سے جاسوسی اداروں نے گھیرا ہوا تھا۔ ایسی حالت میں سفر کرنے کی راہ میں قدم قدم پر مشکلات کے پہاڑ کھڑے تھے۔ زندہ خدا کی تائید و نصرت اور حفاظت کے سایہ میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ربوہ سے کراچی تک سات سو میل کا طویل سفر کار میں طے کیا۔

کراچی سے آگے کا سفر اور بھی خطرناک مرحلہ تھا جہاں سیکیورٹی کے دائرے بہت تنگ تھے۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ میں اپنے معروف لباس میں ہی سفر کروں گا اور اگر حکومت کی طرف سے کسی مرحلہ پر میرے باہر جانے پر کوئی پابندی عائد کی گئی تو ہر گز اس کے خلاف نہ کروں گا۔

زندہ خدا کی غالب تقدیر اپنا کام کر رہی تھی۔ آپ ایئر پورٹ پر آئے۔ آپ کے پاسپورٹ پر آپ کے نام کے ساتھ امام جماعت احمدیہ واضح طور پر لکھا تھا لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر نے ظالم ڈکٹیٹر کے اپنے دستخطوں سے جو حکم نامہ جاری کروایا تھا اس میں نام حضرت مرزا ناصر احمد درج تھا۔ سیکیورٹی افسران کے لئے فیصلہ کرنا مشکل تھا۔ آدھی رات کا وقت تھا۔ ڈکٹیٹر سے رابطہ کی ہر کوشش ناکام ہوئی اور بالآخر امیگریشن حکام کو اس مردِ خدا کو سفر کرنے کی اجازت دینی ہی پڑی اور حضور رحمہ اللہ عافیت کے حصار میں خیریت سے لندن پہنچ گئے۔ حضور رحمہ اللہ کا خیریت سے پہنچ جانا ایک عظیم معجزہ تھا جو رسول پاک ﷺ کی ہجرت مدینہ کی یاد دلاتا ہے۔ کسی مرحلہ پر بھی روک ہو جاتی تو تاریخ کا رخ بدل سکتا تھا مگر کون ہے جو خدائی تقدیر کے راستہ میں حائل ہو سکے؟

زندہ خدا کی تدبیر اور تقدیر پوری ہوئی۔ احمدیت کی فتح ہوئی۔ احمدیت کا غلبہ ہوا اور دشمن ہمیشہ کی طرح ناکام و نامراد رہا۔ زندہ خدا کی عظیم قدرت اور تجلی کا یہ واقعہ ہمیشہ کے لئے ازدیادِ ایمان کا ایک تابندہ نشان رہے گا!

زندہ خدا کی روح پرور تجلیات

جماعت احمدیہ احیائے اسلام کی وہ آسمانی تحریک ہے جو خدا تعالیٰ کے اذن سے جاری ہوئی۔ یہ وہ شجرۂ طیبہ ہے جس کو مالکِ حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ ابتداء سے لے کر اب تک بے شمار دشمنانِ احمدیت نے اِس درخت کو کاٹنے اور احمدیت کو مٹانے کی سر توڑ کوششیں کیں لیکن وہ سب ناکام و نامراد ہوئے۔ احمدیت کو نیست و نابود کرنے کے ارادوں سے اٹھنے والے دیکھتے ہی دیکھتے خائب و خاسر اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور احمدیت دن بدن ترقی کرتے ہوئے اکنافِ عالم میں پھیلتی گئی اور پھیلتی جا رہی ہے۔

کون نہیں جانتا کہ پاکستان کے ایک بظاہر مقبول حکمران نے بڑے طمطراق سے کہا تھا کہ میری یہ کرسی بہت مضبوط ہے۔ اس نے یہ تعلّی بھی کی تھی کہ جماعت احمدیہ کے ہاتھوں میں کشکول پکڑوا دوں گا۔ دنیا نے دیکھا کہ یہی حکمران ذلت و نامرادی کے ساتھ نشانِ عبرت بن کر اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ وہ اور اس کے ساتھی در بدر اُس کی معافی اور زندگی کی بھیک مانگتے رہے۔ دنیا بھر کے سربراہان نے بھی اس کی زندگی بچانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر دیکھ لیا۔ بڑے بڑے حکمرانوں نے بھی اسے بچانے کی کوشش کر لی۔ لیکن ان کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور زندہ خدا کی غالب تقدیر بڑے جلال کے ساتھ پوری ہوئی اور یہ دشمنِ احمدیت تختۂ دار پر لٹک کر اپنے بد انجام کو پہنچا!

پھر اس کے بعد ایک اور ظالم اور جابر حکمران نے بھی اسی راہ پر قدم مارا۔ اس نے اپنے پیش رو کے بنائے ہوئے سیاہ قانون کو سختی سے نافذ کرنے کا طریق اختیار کیا۔ اس ڈکٹیٹر نے اپنے ایک پیغام میں اپنے خوشامدیوں کو خوش کرنے کے لئے اس حد تک زبان درازی کی کہ احمدیت تو (نعوذ باللہ) ایک کینسر ہے اور میری حکومت اس کو جڑ سے اکھیڑ پھینکے گی۔ مباہلہ کا چیلنج دیا گیا تو ظاہراً قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی لیکن اپنی مخالفانہ روش پر قائم رہا اور جماعت کے خلاف ظلم و ستم کی آگ کو مسلسل بھڑکاتا رہا۔ بالآخر قادر و توانا زندہ خدا کے انتقام کی چکی حرکت میں آئی۔ دنیا کے محفوظ ترین ہوائی جہاز میں سوار ہوا لیکن ہزاروں حفاظتی تدابیر کے باوجود وہ اپنے ظلموں کی پاداش سے نہ بچ سکا اور چند منٹوں کے اندر اندر تینتیس (33) فوجی افسران سمیت خدا کے قہر کی آگ میں جل کر

بھسم ہو گیا۔ کوئی ایک بھی زندہ نہ بچا۔ ایسی عبرت ناک ہلاکت تھی کہ اس بدنصیب کے جسم کا کوئی حصہ بھی سلامت نہ رہا۔ راکھ کے ڈھیر کو اٹھا کر دنیا کو دکھانے کے لئے اس کی قبر بنادی گئی!

اختتامیہ

اسلام کے پیش کردہ زندہ خدا کی عالمگیر تجلیات کی ایک جھلک آپ کی خدمت میں پیش کی گئی۔ یہ تو ایساموضوع ہے کہ کبھی بھی اس کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ اپنے عجز کا اقرار کرتے ہوئے میں اپنی تقریر کا اختتام دو حوالہ جات سے کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس زندہ خدا کا پیغام اس زمانے کے امام اور آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کی اتباع میں دنیا کو پہنچانے والے ہوں اور دنیا کو یہ احساس دلانے والے ہوں کہ زندہ خدا ہے، موجود ہے، اب بھی سنتا ہے، نشان بھی دکھاتا ہے۔ اس کی طرف لوٹو۔ اس کی طرف آؤ۔ اور ہم خود بھی اس خدا سے زندہ تعلق پیدا کرنے والے ہوں اور اس تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں۔ اس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اس کے انعامات کے وارث ہوں۔ ہماری نسلیں بھی اور ہم بھی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے شرک سے ہر طرح محفوظ رہیں"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 18 اپریل 2014 مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 9 مئی 2014 صفحہ 8)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دعا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں" (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 21-22)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

روزہ رکھنے کی نیّت کی دعا کون سی ہے اَور اس کی اصل حقیقت کیا ہے؟

مبشر احمد کاہلوں مفتیٔ سلسلہ

فرض روزہ رکھنے کے متعلق احادیث میں آتا ہے:

عن حفصة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من لم يجمع الصيام قبل الفجر فلا صيام له (ترمذی ابواب الصوم باب لا صیام لمن یعزم من اللیل)

اُم المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے فجر سے قبل روزے کی نیت نہ کی تو اس کا روزہ نہ ہوا۔

اُمّت کے بعض افراد نے آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد پر عمل کرنے کے لئے زبان سے روزے کی نیّت کرنا ضروری قرار دیا۔ اَور اس کے لئے روزہ کی دعا یا روزہ رکھنے کی نیّت کے نام سے دعا رائج کی گئی وبصوم غد نويت من شهر رمضان ۔ مگر یہ دعا نہ آنحضرت ﷺ نے پڑھی نہ ہی آپ کے صحابہ نے یہ الفاظ بطور روزے کی نیّت کے لئے زبان سے بطور روزے کی نیّت سے ادا کئے۔ نہ ہی یہ دعا کتب احادیث میں ہمیں ملی۔

حقیقت یہ ہے کہ نیّت دل کے ارادہ کو کہا جاتا ہے۔ نیّت اَور ارادہ کسی جملہ یا الفاظ کی ادائیگی کا نام نہیں بلکہ دل کی کیفیت کا نام ہے۔ انسانی جسم کے تمام اعضاء نیّت یعنی ارادہ کے تابع ہوتے ہیں۔ جب تک دل میں کسی کام کی بابت نیّت یا ارادہ پیدا نہ ہو اس وقت تک انسانی اعضاء کوئی کام نہیں کرتے۔ لہٰذا روزے کی نیّت کے لئے زبان سے الفاظ ادا کرنے ضروری نہیں ہیں بلکہ صرف دلی ارادہ اس میں شامل ہونا چاہئے ۔

محمد کاشف خالد۔ متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

دنیا کو فتح کرنے کے لئے خدائی افواج کے سپہ سالار انبیاء کے رنگ میں اس دنیا میں آتے رہے ہیں،ان کے پاس جو سب سے مؤثر اور کارگر ہتھیار تھا وہ دعا کا ہتھیار تھا۔چاہے وہ حضرت ابراہیمؑ کی اپنی نسل اور شہر کے لئے دعائیں ہوں یا مچھلی کے پیٹ میں بیٹھے یونسؑ کی دعائیں ہوں یا فرعون کے دربار میں جانے سے قبل موسیٰؑ کی دعائیں ہوں یا یہود کے شکنجے میں پھنسے حضرت عیسیٰؑ کی مضطربانہ دعائیں ہوں، ہر ایک نبی کی دعائیں ضرور رنگ لائیں۔ لیکن ان تمام انبیاء سے افضل اور ان کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تو زندگی ہی سراپا دعا تھی۔ پس آپ کو دعاؤں کا رسول کہنا بالکل بھی مبالغہ نہ ہوگا۔لیکن افسوس کہ دعاؤں کے رسول کی اس امت میں سے چند افراد نے اس زمانہ میں دعاؤں کے وجود سے ہی انکار کر دیا اور اس تعلیم سے منہ موڑ لیا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کے رسول محمد ﷺ کے غلام کامل حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ان تمام شبہات کا ازالہ فرمایا اور ایک مرتبہ پھر اسلام کا سورج دشمنوں کی شکست پر طلوع ہوا۔

جس طرح انسان اپنی اولاد کو دورِ طفلی ہی سے زبان سکھانے میں کوشاں رہتا ہے اور ہر موقع و محل کے لئے موزوں الفاظ و جملے اپنے بچوں کو تدریجاً سکھاتا ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ کس طرح بڑوں سے کوئی چیز مانگنی ہے کیونکہ اسے علم ہوتا ہے کہ دنیاوی زبان سیکھے بغیر اسکی اولاد ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتی،ٹھیک اسی طرح ہمارے روحانی باپ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ رسول اللہ ﷺ نے اپنی روحانی اولاد کو ہر موقع و محل کے مناسب حال دعائیں سکھلائیں اور قبولیت دعا کے راز انہیں بتائے تاکہ وہ اپنے حقیقی معبود اور حاجت روا کے سامنے اپنی حاجتیں رکھ سکیں اور افضال خداوندی کے حصول کے طریق سے واقف ہو جائیں اور اللہ ربّ العزت کے اعلیٰ دربار میں اپنی فریادیں عین اس کے مقرر کئے ہوئے طریق کے مطابق پیش کرکے اپنی مرادوں کو پالیں اور روحانی زبان پر عبور حاصل کرکے روحانیت کے عالی میدان میں کامیاب و کامران ہو سکیں۔

خلائق کے دل تھے یقیں سے تہی
بتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
ضلالت تھی دنیا پہ وہ چھا رہی
کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی
ہوا آپ کے دم سے اس کا قیام
علیک الصلوة علیک السلام

چنانچہ محسن انسانیتؐ نے ہر انسانی ضرورت اور ہر مشکل اور ہر حالت و کیفیت کے لئے ہمیں دعا سکھائی ہے۔ ایسی دعاؤں کی تعداد سو سے بھی زیادہ ہے۔آپؐ کی یہ دعائیں کتب احادیث و سیر میں ہر موقع کے لیے الگ الگ اور بڑی تفصیل کے ساتھ ملتی ہیں۔

الغرض آپؐ نے اپنے فرزندوں کو الٰہی دربار میں فریاد کرنے کا طریق سکھلانے کے واسطے پُر سوز اور جاذب اثر دعاؤں کا بے بہا ذخیرہ چھوڑا ہے کہ جس سے دیگر اُمم محروم محض ہیں اور اسی وجہ سے الٰہی دربار عالیہ میں ان کی اکثر فریادیں ردّ ہو جاتی ہیں۔پس اس نعمت خداوندی کا جتنا شکر کریں کم ہے۔اللھم صلّ علیٰ محمد و علیٰ اٰل محمد و بارک و سلم انک حمید مجید

قارئین کرام!جب ہم آپ کی حیات مبارکہ پر نظر ڈالتے ہیں جو کہ ہمارے لئے بطور ایک کامل و قابل تقلید نمونہ کے ہے،تو عیاں ہوتا ہے کہ آپ کا ہر ایک لمحہ سراپا دعا ہی تھا اور ہر موقع و محل کے مطابق آپ سے دعائیں ثابت ہیں۔ صبح اٹھتے ساتھ ہی خیر و برکت کی دعا کرتے۔ جب کسی کو ملتے تو اسے دعا دیتے۔ کھانا شروع کرنے سے پہلے

بھی رزاق خدا کو یاد کرتے اور کھانا تناول فرمانے کے بعد کی نعمت کا شکر کرنا نہ بھولتے۔ فراغت ہو یا مصروفیت، دعاؤں میں مشغول رہتے۔

اسی طرح نیا کپڑا پہنتے وقت، شیشہ دیکھتے وقت، سواری پر چڑھتے وقت، گھر سے نکلتے اور گھر میں داخل ہوتے وقت، بازار میں داخل ہوتے ہوئے، سفر کے لئے روانہ ہوتے ہوئے، بیت الخلا میں جاتے وقت، نکلتے وقت اور قبرستان میں داخل ہوتے وقت دعا کرتے تھے۔ چھینک آئے تو دعا کرتے یا کسی کو چھینکتے ہوئے دیکھ لیتے تو دعا کرتے۔ اسی طرح مختلف قسم کی برائیوں سے بچنے کے لئے خاص دعائیں فرماتے۔ نیز دنیاوی شر اور اشیاء کی بدبختی سے بچنے کے لئے دعا کا سہارا لیتے۔ دل کی مختلف کیفیات کے لئے مختلف دعائیں کرتے۔ مومنین کی جماعت پر جب بھی کوئی دنیاوی مصیبت آتی کہ جس کے باعث ان کے دلوں میں خوف سرایت کرنے لگتا تو فوراً رسول اللہ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور ان کی دلی تسکین کے واسطے اپنے محبوب حقیقی کے حضور فریاد کرتے اور آپ ﷺ کے دل کی کیفیت اور تڑپ' الٰہی نصرت کو جذب کرنے کا موجب بنتی۔

بارش نہ ہونے پر آپ ﷺ دعا کرتے۔ اور اگر بارش کی کثرت کی وجہ سے پریشانی ہو تو دعا کرتے۔ رزق و مال میں برکت کے لئے دعا کرتے، لوگوں کی ہدایت کے لئے دعائیں کرتے، بیماری سے شفایابی کے لئے، بری نظر سے بچنے کے لئے، بُرا خواب دیکھنے پر، بجلی کڑکنے پر، کسوف و خسوف پر، کسی کی تیمارداری کے واسطے اور کسی کے وفات پانے پر، دعا کرتے۔

الغرض آپ ﷺ کو جب بھی کسی قسم کی مصیبت کا سامنا ہوتا تو آپ ﷺ قبل اس کے کہ کسی دنیاوی تدبیر سے کام لیں، اپنے خدائے واحد کا دروازہ کھٹکھٹاتے اور آپ ؐ کا مضطر دل جو کہ محبت الٰہی و توکل علی اللہ سے سرشار تھا بڑے ہی موزوں الفاظ کے ساتھ اپنے ولی کو مدد کے لئے بلاتے اور آپ ﷺ کا وفادار دوست بھی ضرور اپنی فوج کے ساتھ آپ ؐ کی مدد کے لئے میدان میں آپہنچتا۔

اور ان کے علاوہ بھی آپ ﷺ روز مرہ انسانی زندگی سے تعلق رکھنے والے متعدد حالات و واقعات کے موقعہ پر سب سے پہلے دعا ہی کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔ الغرض یہ کہ آپ ﷺ کا اوڑھنا بچھونا گویا دعا ہی تھا۔ (مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو: بخاری و ترمذی کتاب الدعوات)

پھر آپ ﷺ کے ذریعہ جو بے شمار معجزات دنیا نے دیکھے وہ بھی تو سب آپ ﷺ کی دعاؤں ہی کے طفیل تھا۔ نیز آپ ؐ کی دعائیں ہی تھیں جن کی بدولت عرب میں ایک روحانی انقلاب برپا ہوا جس نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور یہ آپ ؐ کی دعاؤں ہی کا تو اعجاز تھا کہ عرب کے وہ لوگ جو کہ ضلالت اور گمراہیوں کے سمندر کی گہرائیوں میں پڑے ہوئے تھے، آسمانِ ہدایت کے درخشندہ ستارے بن گئے جن کی پیروی سے آنے والی نسلوں نے صراطِ مستقیم کا راستہ پکڑا۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان مختلف دعاؤں کے لئے آپ ﷺ نے ہمیشہ ایک ہی رٹے ہوئے الفاظ استعمال نہیں فرمائے بلکہ مختلف روایات میں بعض مواقع کے لئے کی گئی دعا کے مختلف الفاظ بیان ہوئے ہیں جو اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کی نظر میں محض زبانی جمع خرچ مقصودِ دعا نہ تھا بلکہ دعا کی اصل روح اپنے خالق حقیقی کو حق الیقین کے درجہ تک قادر مطلق یقین کرتے ہوئے اور اس پر کامل توکل کرتے ہوئے اسی کی طرف جھکنا اور توحید خالص کو اپنی زندگیوں میں ڈھالنا تھا۔

آپ ﷺ کو اپنی روحانی اولاد کی اس قدر فکر تھی کہ اُن کو بعض جامع دعائیں بھی سکھلائیں کہ جن کے مانگنے سے اللہ تعالیٰ کے تمام افضال و برکات کا احاطہ ہو سکتا ہے تاکہ وہ لوگ جو ہر موقع پر دعاؤں میں مشغول نہیں رہتے کم از کم ان جامع دعاؤں کے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ کے افضال سے محروم ہونے سے بچیں۔ ان جامع دعاؤں میں سے ایک دعا درج ذیل ہے:۔

حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپؐ نے ڈھیر ساری دعائیں کی ہیں جو ہمیں یاد ہی نہیں رہیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک جامع دُعا سکھا دیتا ہوں تم یہ یاد کر لو:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْاَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّد ﷺ ،وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّمَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّد ﷺ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ ،وَ عَلَیْکَ الْبَلَاغُ۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

اے اللہ! ہم تجھ سے وہ تمام خیر و بھلائی مانگتے ہیں جو تیرے نبی ﷺ نے تجھ سے مانگی اور ہم تجھ

سے ان باتوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ چاہی۔ تو ہی ہے جس سے مدد چاہی جاتی ہے۔ پس تیرے تک دعا کا پہنچانا لازم ہے۔

پس ایک مومن کتنا خوش قسمت ہے کہ اس کے روحانی باپؐ نے اسے صرف اس دنیا کے متعلق ڈرا کر کہ یہ اس کے لئے ایک قید خانہ ہے، اُسے اس دنیا کی اندھیری، خوفناک اور مشکل راستوں والی وادی میں تن تنہا نہیں چھوڑ دیا بلکہ اس مشفق والد نے اُس کے لئے بطور ورثہ کے ایسی دعاؤں کے بیش قیمت خزانے چھوڑے ہیں کہ جو ان اندھیروں میں مشعل راہ کا کام دیتی ہیں اور اس کے لئے آسمان سے فرشتوں کی فوج کے ذریعہ مدد کی کارروائی کرتی ہیں۔

قارئین کرام! عبادت کا مغز نماز اور نماز کا خلاصہ دعا ہے۔ چنانچہ جہاں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عبادتِ کاملہ یعنی نماز کے لئے موزوں الفاظ اللہ سے علم پاکر بتائے وہیں آپؐ نے ہمیں مختلف ارکان نماز کے لئے مختلف دعائیں بھی سکھلائیں جو تا قیامت احادیث میں محفوظ رہیں گی۔ چنانچہ آپؐ نے وضو کے بعد اور اذان کے بعد کی دعائیں سکھائیں۔ پھر مسجد میں داخل ہوتے وقت اور مسجد سے نکلتے وقت کے لئے دعا بتائی۔ حالت رکوع و سجود میں آپؐ جہاں خود کئی دعائیں کرتے تھے وہیں آپؐ نے اپنی امت کو اس بات کی بھی اجازت دی کہ وہ اپنی زبانوں میں بھی دعائیں کر لیا کریں۔ نماز کے ختم ہونے کے بعد بھی دعا کرتے۔

الغرض ایک مسلمان کا دن میں ۵ مرتبہ مسجد کی طرف جانا اور واپس آنا دراصل دعاؤں کا ایک سفر ہے اور شاید دیگر مذاہب کے لوگ مہینے بھر میں جس قدر دعائیں کرتے ہیں مسلمانوں کو آپ نے ایک دن کے لئے اتنی دعائیں سکھا دیں۔

قارئین کرام! ذرا غور تو کریں کہ وہ رسول جس نے اپنی امت کو یہ نصیحت کی تھی کہ اگر تمہیں اپنے جوتوں کے لئے تسمہ کی حاجت ہو تو وہ بھی اپنے خدا ہی سے دعا کر کے مانگنا، وہ نبی جس کی صبح دعا سے شروع ہوتی تھی اور دعا پر ہی رات ختم ہوتی تھی، جس نے چھوٹی سے چھوٹی پریشانی سے لے کر بڑی سے بڑی مصیبت پر دعا ہی کو اپنی تسلّی کا ذریعہ بنایا، اور جس کی دعائیں بکثرت اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائیں اور جس کی پاکیزہ سیرت قبولیت دعا کے سینکڑوں خوبصورت نمونوں سے بھری پڑی ہے، اُس نبی و رسول کی اُمّت پر ایسا دَور بھی آیا جب ان میں سے بعض ایسے علماء پیدا ہوئے جنہوں نے دعا کی افادیت و ضرورت سے ہی انکار کر دیا اور دبے الفاظ میں اس کی مخالفت شروع کر دی اور اسے محض دل کو بہلانے کا ذریعہ قرار دے دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان علماء میں سر فہرست بانی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سر سید احمد خان صاحب کا نام آتا ہے۔ آپ نے مغربی فلسفہ اور پادریوں کے اعتراضات سے اسلام کو بچانے کے لئے اپنے زعم میں اسلام کی یہ بڑی خدمت بجا لائی کہ دعا کی حقیقت سے محض انکار کر دیا اور چونکہ قبولیت دعا پر موصوف کو عین الیقین اور حق الیقین حاصل نہ تھا اس لئے قبولیت دعا کو قانونِ قدرت سے بالا اور مسئلہ تقدیر الٰہی کے متضاد خیال کر کے اس الٰہی ہتھیار کو ناکارہ ثابت کرنے کی مزعوم کوشش کی۔

مگر آپ کے اس عقیدہ کو آپ کی زندگی میں ہی اللہ تعالیٰ کے جری اور سلطان القلم حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہودؑ نے قلم کے ایک ہی وار سے پاش پاش کر دیا اور نہ صرف قبولیت دعا کے متعلق پیدا ہونے والے تمام شبہات کا ازالہ فرمایا بلکہ موصوف کو قبولیت دعا کے متعلق حق الیقین کے درجہ تک پہنچانے کے لئے اپنی دعا کے بارِگاہِ الٰہی میں قبول ہونے کا نشان دکھانے کی بھی دعوت دی اور واضح فرما دیا کہ مَیں ایسی غلطیوں کے نکالنے کے لیے مامور ہوں:۔

"میرے نزدیک بہتر ہے کہ سیّد صاحب اپنے آخری دن کو یاد کر کے چند ماہ اس عاجز کی صحبت میں رہیں۔ اور چونکہ میں مامور ہوں اور مبشّر ہوں اس لئے میں وعدہ کرتا ہوں کہ سیّد صاحب کے اطمینان کے لئے توجّہ کروں گا۔" (مزید تفصیل کے لئے دیکھیں کتاب برکات الدعا)

دراصل اس زمانہ میں مسلمانوں کے اندر جو اسلامی تعلیمات سے متعلق یہ غلط خیالات رائج ہو رہے تھے اور وہ اسلام کی اُن تعلیمات سے کہ جن پر غیروں کی جانب سے کثرت سے اعتراضات ہوا کرتے تھے، بیزار ہو رہے تھے، اس کی اصل وجہ یہی تھی کہ آنحضرتؐ کی پیشگوئی کے عین مطابق مرورِ زمانہ کے ساتھ مسلمانوں کے اندر قرآنی علوم کا فقدان ہو چکا تھا اور ان کا ایمان دلوں سے نکل کر ثریا ستارہ تک جا پہنچا تھا اور چونکہ قرآنی معارف و حقائق پر انہیں دسترس حاصل نہ تھی اور صرف

قصوں اور کہانیوں اور بدعات پر زور تھا اس وجہ سے وہ قرآن پر ہونے والے اعتراضات کے کافی و شافی جواب دینے سے قاصر تھے اور اکثر علماء ان کے پادریوں سے خوف کھاتے تھے جس کے نتیجہ میں یا تو عوام الناس میں سے اکثر بشمول چند مولوی صاحبان کے عیسائی بن بیٹھے یا جنہوں نے مقابلہ کرنے کا قصد کیا انہوں نے اسلام کی حسین تعلیمات کو منہدم کرکے اس کے کھنڈرات پر اپنے خیالات کا خام قلعہ تعمیر کر دیا اور یہ سوچا کہ اب وہ خود کو محفوظ کر لیں گے۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حسین تعلیمات کو اس آخری جنگ میں غالب کرنے کے لئے اپنے جری کو بھیجا جس نے اس زمانہ میں اسلام کی خاطر اپنی ۸۰ سے زائد تصانیف کی صورت میں ایک حصن حصین تعمیر فرمایا اور مایوس مسلمانوں کے اندر ایک مرتبہ پھر فتح و غلبہ کا جوش بھر دیا۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

”خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس زمانہ کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے تا وہ غلطیاں جو بجز خدا تعالیٰ کی خاص تائید کے نکل نہیں سکتی تھیں وہ مسلمانوں کے خیالات سے نکالی جائیں اور منکرین کو سچے اور زندہ خدا کا ثبوت دیا جائے اور اسلام کی عظمت اور حقیقت تازہ نشانوں سے ثابت کی جائے سو یہی ہو رہا ہے۔ قرآن کریم کے معارف ظاہر ہو رہے ہیں لطائف اور دقائق کلام ربّانی کھل رہے ہیں نشان آسمانی اور خوارق ظہور میں آرہے ہیں اور اسلام کے حسنوں اور نوروں اور برکتوں کا خدا تعالیٰ نئے سرے جلوہ دکھا رہا ہے جس کی آنکھیں دیکھنے کی ہیں دیکھے اور جس میں سچا جوش ہے وہ طلب کرے اور جس میں ایک ذرّہ حبّ اللہ اور رسول کریمؐ کی ہے وہ اُٹھے اور آزمائے اور خدا تعالیٰ کی اس پسندیدہ جماعت میں داخل ہووے جس کی بنیادی اینٹ اُس نے اپنے پاک ہاتھ سے رکھی ہے۔“

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ: ۲۴)

حضرت مسیح موعودؑ نے مسلمانوں کے تمام شبہات کا ازالہ فرمایا اور اُن پر واضح کر دیا کہ: ”جس طرح ایک مچھلی بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح مومن کا پانی دعا ہے کہ جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔“ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ: 45)

نیز آپؑ نے ایک زندہ جماعت قائم کرکے قیامت تک کے لئے اسلامی تعلیمات کو محفوظ کرنے کا سامان اللہ تعالیٰ کی تائید اور اسی کی منشاء کے مطابق فرمایا۔ اب آئندہ کسی کو بھی دشمنوں کے حملہ سے اسلام کی کسی تعلیم کے ضائع ہونے کا خوف نہیں ہو گا انشاء اللہ۔ اور یہ کام ایک مامور من اللہ کے ذریعہ ہی ممکن و مقدر تھا۔ ورنہ اگر اس کام کے لئے اعلیٰ دماغ یا تعلیم و فلسفہ کی شرط ہوتی تو گزشتہ صدیوں میں ایسے بہت سے مسلمان دانشور پیدا ہوئے تھے مگر ایں سعادت بزور بازو نیست۔ یہ تو محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا کرے ؎

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گزار

آخر پر امام الزمان علیہ السلام کا دعاؤں کے متعلق ایک اقتباس تحریر کرتا ہوں جو کہ نہ صرف اپنے اندازِ بیان کے لحاظ سے حسین و جمیل ہے بلکہ قبولیت دعا کے موضوع پر بھی ایک جامع اور قاطع دلیل ہے اور آئندہ قیامت تک بھی اگر اور کوئی منکر دعا سر اٹھانے کی کوشش کرے گا تو یہ دلیل اس کے تمام اوہام و شبہات کو مثلِ بادِ صرصر اڑا لے جائے گی۔ فرمایا:۔

”وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے۔ اور دُنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا۔ اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دُعائیں ہی تھیں جنہوں نے دُنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللھم صل و سلم و بارک علیہ وآلہ بعدد ھمہ و غمہ وحزنہ لھٰذہ الا مۃ و انزل علیہ انوار رحمتک الی الابد۔ اور میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دُعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے۔ بلکہ اسباب طبعیہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دُعا ہے۔“ (روحانی خزائن جلد ۶ برکات الدعاء، صفحہ ۱۱)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول کریم ﷺ کی ان دعاؤں کا وارث بنائے جو آپؐ نے اپنی امت کے لئے کی ہیں نیز ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم آپ ﷺ کے اسوہ کاملہ کی پیروی کرنے والے بنیں اور اس زمانہ کے امام کی جماعت میں شامل ہونے کا حق بجا لانے والے بنیں تا کہ ہمارا انجام بخیر ہو۔ آمین

صبر اوّل وقت کا

امۃ الباری ناصر

ایک عورت بے تحاشا رو رہی تھی قبر پر　　اتفاقاً حضرتِ اقدسؐ کی پڑی اس پر نظر

دکھ گیا دل آپؐ کا اس کی یہ حالت دیکھ کر　　اس کو سمجھایا کہ 'ڈر اللہ سے اور صبر کر'[1]*

اس نے پہلے پیارے آقاؐ کو کبھی دیکھا نہ تھا　　غمزدہ نے اس نصیحت پر ذرا چڑ کر کہا

'مَر گیا ہے میرا بچہ اس لئے روتی ہوں میں　　یہ کلیجہ پھٹ گیا ہے اس لئے روتی ہوں میں

حشر جو میرا ہوا صدمہ سے تم کو کیا خبر　　میرے جیسے درد سے گزرو تو پھر آئے نظر'

آپؐ کو کیا کچھ نہ یاد آیا تھا لیکن پی گئے　　ضبط کا پیکر بنے خاموش آگے بڑھ گئے

اُس کو بتلایا کسی صاحب نے جو ہم راہ تھے　　تم سے جو حضرت مخاطب تھے رسول اللہؐ تھے

جانتی تھی آپؐ ہیں بچوں کا غم کھائے ہوئے　　صرف مولا کی رضا کو صبر اپنائے ہوئے

اُٹھ کے بھاگی، معذرت کی اور ندامت سے کہا　　مَیں کروں گی صبر، یا حضرت، میرا وعدہ رہا

آپؐ نےبے حد تحمل سے فقط اتنا کہا　　صبر ہے بہتر ہمیشہ صبر اوّل وقت کا [2]*

مشکلوں میں بھی رہے انسان راضی با رضا　　امتحاں یہ ہوتا ہے برداشت کا اور ضبط کا

صبر کرنے والوں کو اللہ سے ملتا ہے اجر [3]*　　جانے والے کو حوالہ با خدا کرنا ہے صبر

اپنے بندوں کے لئے اللہ ہے کافی کفیل　　اس کو خوش کرتا ہے اس کے عبد کا صبر جمیل

حضرتِ اقدسؐ خود تھے اک اعلیٰ نمونہ صبر کا　　اپنے مولیٰ کی رضا میں خوش تھے پیکر شکر کا

آزمائش اک سے اک بڑھ کر کڑی تھی دم بہ دم　　ہر طرح ہر امتحاں میں آپؐ تھے ثابت قدم

بچوں کی اموات کے صدمات کوئی کم نہ تھے　　آپ یوں شاکر رہے جیسے کہ کوئی غم نہ تھے

بیٹے سب ہی چھوٹی سی عمروں میں رخصت ہوگئے　　عبداللہ، قاسم، طیب، طاہر خاک میں سب سو گئے

وہ خدیجہ طاہرہؓ کی گود کے پالے ہوئے [4]*　　دودھ پیتی عمر میں اللہ کو پیارے ہوئے

پر نہ بے چینی وہاں پر تھی نہ کچھ شکوے گلے　　اپنے مولا کی رضا پہ صدق سے راضی رہے

بیٹیاں بھی چار مولا نے عطا کیں آپؐ کو *5

آپؐ نے جو بیٹیوں کی عزت اور تکریم کی

حضرتِ زینبؓ بہت بیمار رہ کر چل بسیں

قبر میں بیٹی کے اترے درد سے مانگی دعا

ڈھنگ سارا غسلِ میّت کا انہیں سمجھا دیا

رنج و غم فطری ہے رونے پر کوئی قابو نہیں

رقیہؓ بیٹی بھی خدا کو جلد ہی پیاری ہوئیں

بیٹی اُمّ کلثومؓ بھی دنیا سے جلدی چل بسیں

پیارے ابراہیمؓ تھے اک بیٹے آخر عمر کے

پیارے ابراہیمؓ سے خوشیاں ملی تھیں باپ کو

زندہ رہتے تو نبیُّ اللہ ہوتے بالضّرور *6

عمر میں دو سال سے کم تھے کہ وہ بھی چل بسے *7

پیارے آقاؐ کے لئے یہ حادثہ سنگین تھا

ایسے صدمے میں بھی ہمت حوصلہ قائم رہا

آنکھ روتی ہے اے ابراہیمؓ دل مغموم ہے

ہم نہ شکوہ کا کوئی کلمہ زباں پر لائیں گے

اپنی خاطر صبر کرنے پر وہ دیتا ہے جزا

ہے خدا صابر کا ساتھی ہم کو ہے اس کا یقیں

ہر طرح کی رحمتیں اور برکتیں دیں آپؐ کو

آسماں کی آنکھ نے پہلے کبھی دیکھی نہ تھی

دکھ بہت دیکھے بالآخر داغِ رحلت دے گئیں

میری اس کمزور سی بیٹی کو بخشش ہو عطا

ان کو سب تفصیل سے تدفین کا بتلادیا

اونچی اونچی بَین، چھاتی پیٹنا بالکل نہیں

چھوڑ کر دنیائے دوں کو سوئے فردوسِ بریں

آپؐ کی رحلت پہ حضرت فاطمہؓ ہی زندہ تھیں

جو تھے حضرت ماریہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے

گود میں لیتے حضورؐ اور پیار کرتے آپ کو

آپؐ کی آنکھوں کی ٹھنڈک آپؐ کے دل کا سرور

باپ کے ہاتھوں میں دم توڑا خدا سے جا ملے

آنکھ سے آنسو بہے جاتے تھے دل غمگین تھا

چاند سے بچے کو رکھ کے قبر میں ایسے کہا

رہنا ہے ہر حال میں راضی ہمیں معلوم ہے

اپنے مولا کی رضا پہ صبر کرتے جائیں گے *8

صبر کرنے والوں کو کرتا ہے میٹھے پھل عطا

آیۂ قرآں ہے 'ان اللہ مع الصابریں' *9

1 *(بخاری شریف کتاب الجنائز حدیث نمبر 1253)؛۔2. *بخاری 29 کتاب الجنائز باب 41؛ 3* 41(البقرۃ آیت 156، مسلم کتاب الجنائز باب دوم)؛4*(تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ 272)۔؛ 5*(ابن سعد جلد 8 صفحہ 32 مطبوعہ البیروت)؛6*(ابن ماجہ کتاب الجنائز باب 27)؛ 7*(پیدائش مارچ اپریل 630 وفات 27 جنوری 632)؛8*(بخاری 29 کتاب الجنائز باب 42)۔9*(البقرہ:153)

قضا اورینٹیشن سیمینار

Qada Orientation Seminar

منعقدہ 8 اور 9/ اپریل 2017

(مبارک احمد ملک، ناظم قضاء بورڈ امریکہ)

حسبِ ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دارالقضاء امریکہ نے 8 اور 9 اپریل 2017ء کو دو روزہ قضا اورینٹیشن سیمینار منعقد کیا جس کی مختصر رپورٹ درجِ ذیل ہے:

اس سیمینار کی تیاری گزشتہ دسمبر سے شروع کر دی گئی تھی۔ اور حسبِ ہدایت حضورِ انور، مکرم ظہیر احمد خان صاحب کی انگلستان سے اس میں شمولیت کے لئے ان کی مصروفیات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے 8 اور 9 اپریل 2017 کی تاریخوں کا فیصلہ کیا گیا۔ مکرم ظہیر احمد خان صاحب کی شمولیت سے بھرپور فائدہ اُٹھانے اور قضاء اور قضاء سے متعلقہ فقہ احمدیہ کے مضامین کی پوری معلومات حاضرین تک پہنچانے کے لئے مکرم و محترم امیر صاحب امریکہ اور چیئر مین صاحب دار القضاء امریکہ کی زیرِ نگرانی دو روزہ جامع پروگرام مرتب کیا گیا۔ تمام قاضیانِ اوّل اور ممبران قضاء بورڈ کو، جو امریکہ کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے ہیں، اس سیمینار میں شمولیت کے لئے بار بار تاکید کی گئی۔ حسبِ ہدایت محترم امیر صاحب انصار، خدام، لجنہ، اُمورِ عامہ، احمدیہ مسلم وکلاء ایسوسی ایشن کے نمائندگان اور نزدیکی جماعتوں کے صدران اور ان کی مجالسِ عاملہ کو بھی شمولیت کی دعوت دی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کُل حاضری 70 رہی۔ جس میں قاضیانِ اوّل اور ممبران قضاء بورڈ کی 90 فیصد حاضری خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔

مکرم و محترم امیر صاحب امریکہ اس سیمینار کے افتتاح کے لئے خصوصی تشریف لائے اور حاضرین کو اپنے ارشادات سے نوازا۔

اس سیمینار میں درجِ ذیل عناوین پر مختلف مقررین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا:

- قضا کی تاریخ اور ارتقا
- قضائی نظام
- قضائی سماعت کا طریقہ
- فیصلے لکھنے کا طریق
- قابل قبول سندات
- قضا کی ذمہ داریاں: مساوات، انصاف، غیر جانبداری، دیانتداری۔

مکرم و محترم ظہیر احمد خان صاحب نے مندرجہ ذیل موضوعات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور حاضرین ان کے علم اور تجربہ سے بیحد مستفیض ہوئے:

۔ عدل و انصاف قرآنِ کریم اور احادیث کی رُو سے

۔ قضائی فیصلے کرنے اور لکھنے کا فن

۔ قضائی فیصلوں کے طریق کار (قواعد شہادت، بارِ ثبوت، اور رازداری)

۔ قاضی کی اخلاقی ذمہ داریاں (غیر جانبداری، مفادات کا تضاد، اور بیرونی دباؤ)

۔ فقہ احمدیہ کی دفعات روزمرہ زندگی کے عام مسائل کی روشنی میں

دورانِ سیمینار حاضرین کے مختلف موضوعات پر ہمہ وقتی سوالات کے مکرم ظہیر احمد خان صاحب نے بھرپور اور تسلّی بخش جوابات دیئے جس پر حاضرین نہایت مطمئن طور پر اس سیمینار سے مستفیض ہو کر واپس لوٹے۔

مختلف متنوّع موضوعات پر تین پینل مذاکرے بھی پروگرام میں شامل تھے جن میں میر مجلس اور پینل کے شرکاء نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور حاضرین کے سوالات کے جواب دیئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس سیمینار کو حاضرین اور خاص طور پر قاضیانِ اوّل اور ممبران قضاء بورڈ کے لئے بیحد فائدہ مند بنائے اور مستقبل میں اپنے فرائض ان ہدایات کی روشنی میں بہ احسن ادا کرنے والے ہوں۔

بھائی جان لطف الرحمٰن محمود صاحب کی یاد میں

از میاں شفیق الرحمٰن، ٹیکساس

میاں لطف الرحمٰن محمود صاحب 27؍مئی 2017 کو ٹیکساس (امریکہ) میں دل کے عارضہ میں لمبے عرصہ تک مبتلا رہنے کے بعد 78 سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

میاں لطف الرحمٰن محمود پروفیسر میاں عطاء الرحمٰن صاحب، تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے جن کی ولادت 19 جولائی 1938 کو بھیرہ پاکستان میں ہوئی تھی۔ بھیرہ میں ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ربوہ اور لاہور میں تعلیم مکمل کی۔ آپ درس و تدریس کے پیشہ سے وابستہ ہوگئے اور 1960ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں ٹیچر مقرر ہوئے۔ 1967ء میں آپ کو تحریک جدید کی طرف سے سیرالیون بھجوایا گیا۔ آپ ناصر سیکنڈری سکول کے بانی پرنسپل تھے۔ اس کے ساتھ ریجنل مشنری کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی محنت اور لگن اور ہمدرد استاد ہونے کے پیش نظر بوٹاؤن Bo Town میں احمدیہ سیکنڈری سکول کا پرنسپل مقرر کیا گیا۔ اس دوران مشنری انچارج مولانا خلیل احمد مبشر صاحب کی عدم موجودگی میں مشنری انچارج کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ ایک ٹیچر اور پرنسپل کی حیثیت سے آپ کی شبانہ روز محنت، ہمدردی خلق اور خود کو دوسروں کے لئے قربانی دینے کے اوصاف کے سبھی معترف تھے۔ آپ نے ہمیشہ کوشش کی کہ تمام طالب علموں بلکہ غیروں کو بھی تعلیم کے یکساں مواقع حاصل ہوں۔

تیس سال تک سیرالیون میں واقف زندگی کے طور پر فرائض کماحقہ سرانجام دینے کے بعد 1995 میں آپ امریکہ منتقل ہوگئے۔ یہاں ٹیکساس کے شہر راؤنڈ راک میں بھی تمام جماعتی کاموں میں پیش پیش رہے۔ آپ آسٹن جماعت کے بانی ممبران میں سے تھے۔ کئی سال تک آپ خطبہ جمعہ دینے کے ساتھ امامت بھی کرتے رہے۔ جماعت کے اجتماعات، عیدین اور انٹر فیتھ اجلاسوں کے موقعہ پر آپ جو تقاریر فرماتے وہ بصیرت افروز، عالمانہ اور زود فہم ہوتی تھیں۔ جماعت کے مختلف عہدہ جات پر بھی فرائض سرانجام دیتے رہے جیسے زعیم انصار اللہ، سیکرٹری تبلیغ، سیکرٹری وصایا، اور اشاعت۔ جماعت آسٹن کے سبھی افراد سے آپ کا ایک مشفق استاد کا سا تعلق تھا اور بہت سے لوگ آپ کو پیار سے مربی صاحب کہہ کر مخاطب ہوتے تھے۔ کئی سال تک مسجد بیت المقیت میں قرآن کریم کا درس دیتے رہے۔ آپ کی گرتی ہوئی صحت کے پیش نظر دوستوں نے مشورہ دیا کہ کچھ عرصہ کے لئے توقف کر لیں لیکن علالت کے دوران بھی درس القرآن اور دیگر تمام جماعتی سرگرمیوں سے عہدہ برآ ہوتے رہے۔

آپ ایک منجھے ہوئے ادیب، اور مضمون نگار تھے۔ بہ حیثیت قلم کار آپ کے اعلیٰ پایہ کے خرد افروز مضامین احمدیہ گزٹ۔ النور امریکہ میں پچھلے کئی سالوں سے متواتر شائع ہوتے رہے۔ کیلی فورنیا کے ہفت روزہ اخبار پاکستان لنک میں آپ کے سیاسی موضوعات پر پُر اثر کالم محمود بن عطاء کے نام سے شائع ہوتے رہے۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے دور میں آپ المنار کے ایڈیٹر تھے۔ اردو ادب کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ آپ کے مضامین میں رفعت خیال، سادگی اور تنوع ہوتا تھا۔ آپ کے مضامین اکثر قرآن مجید، سیرت نبی اکرم ﷺ، تقابلی موازنہ ادیان، اسلام کی خوبیوں اور خلافت احمدیہ کی برکات جیسے متنوع موضوعات پر ہوتے تھے۔

آپ کی زندگی اخلاص و وفا اور خلافت احمدیہ سے جذباتی تعلق کا مظہر تھی۔ خلافت احمدیہ حقہ کے مطیع، فرمانبردار اور صالح انسان تھے۔ تلاوت قرآن میں خاص لذت محسوس کرتے تھے۔ نہایت حسین، بارعب، فروتنی و انکساری کا پیکر اور درد آشنا دل والے تھے۔ نیک مخلص، باوفا اور ہر دلعزیز شخصیت

کے مالک تھے۔

آپ کی نماز جنازہ 28 مئی 2017 کو اتوار کے روز بیت المقیت مسجد راؤنڈ راک (ٹیکساس) میں ادا کی گئی۔ اس کے بعد دارالمغفرۃ قبرستان جارج ٹاؤن میں تدفین عمل میں آئی۔ لواحقین میں آپ نے اپنی بیگم ضیاء خاور محمود بنت رشید احمد خاں کے علاوہ دو بیٹیاں، تین بیٹے اور متعدد پوتے پوتیاں نواسے اور نواسیاں چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

مکرم میاں لطف الرحمٰن محمود صاحب مرحوم

ادارہ مجلّہ النور ، یو ایس اے 'اپنے ایک مخلص ادارتی معاون مکرم میاں لطف الرحمٰن محمود ابن پروفیسر میاں عطاء الرحمٰن صاحب کی وفات پر گہرے صدمہ اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔

مکرم میاں لطف الرحمٰن محمود صاحب کافی عرصہ سے دل کے عارضہ میں مبتلا تھے اور ایک لمبی علالت کے بعد 27/مئی 2017 کو آسٹن ٹیکساس میں بعمر ۷۸ سال اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ کی نماز جنازہ مؤرخہ 28مئی2017 کواتوار کے روز بیت المقیت مسجد راؤنڈ راک (ٹیکساس) میں ادا کی گئی جس میں دورونزدیک سے آئے ہوئے کثیر تعداد میں افراد جماعت نے شرکت کی اوراسی دن مقامی قبرستان 'دارالمغفرۃ' جارج ٹاؤن میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

محمود صاحب مرحوم ادارہ النور کے ایک مخلص ساتھی کارکن، مستقل قاری اور مصنف تھے۔ آپ نے ۲۰۰۴ء تا ۲۰۱۵ء کے طویل عرصہ تک مجلہ النور کے مسودات کی اصلاح کی گرانقدر خدمت نہایت مستعدی اور بشاشت سے سرانجام دی۔ اس خدمت کے صلے میں کسی نام، شکریہ اور تحسین کی خواہش نہیں کی اوراس سعادت پر ہمیشہ شکر گزار رہتے۔ مختلف عنوانات پرنئے اور منفرد انداز میں تحقیقی مضامین لکھتے جس کا قارئین النور کو انتظار رہتا تھا۔ آپ کی ادبی اور علمی کاوشوں میں مضامین ،منظوم کلام ، تبصرۂ کتب ، اشاعت سے قبل متعدد کتب کی اصلاح ، لیکچرز، درس القرآن، مقامی مجلس میں ایک عرصہ تک خطبات جمعہ کی ادائیگی اور بین المذاہب تقریبات میں جماعت کی عملی رنگ میں نمائندگی وغیرہ نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ خداداد صلاحیتوں سے مزیّن آپ کا نافع الناس وجود جماعت اور غیر از جماعت کے ہر عمر کے طبقہ کے لئے ازدیاد ایمان کا باعث تھا، الحمدللہ۔

مجلہ النور حضور انور کی خدمت میں بھی ارسال کیا جاتا رہا۔ حضور انور کی جانب سے دعاؤں سے بھرا ہوا جوابی خط موصول ہونے پر مکرم محمود صاحب مرحوم بہت خوشی محسوس کرتے کہ یہ مجلّہ خلیفۂ وقت بھی دیکھتے ہیں اور ان کے مضامین بھی حضورِ انور کی نظر سے گزرتے ہونگے۔ چند سال قبل مجلّہ النور کے خلافت نمبر میں آپ کا ایک مضمون شائع ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے خط میں آپ کے مضمون کے لئے خاص طور پر تعریفی کلمات لکھے اور تحریر فرمایا کہ ایسے اچھے مضامین سب کو پڑھنے چاہئیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرحوم کی نماز جنازہ پڑھانے سے قبل خطبہ جمعہ فرمودہ ۹ / جون ۲۰۱۷ء میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"۔۔۔نماز کے بعد میں دو جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ایک مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب امریکہ کا ہے جو مکرم میاں عطاء الرحمٰن صاحب کے بیٹے تھے۔ ۲۷مئی ۲۰۱۷ء کو ان کی وفات ہوئی ہے، اناللہ و انا الیہ راجعون۔ ان کا تعلق بھیرہ سے تھا اور ان کے دادا حضرت میاں کریم دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے جنہوں نے ۱۸۹۴ء میں بیعت کی تھی۔ اُن کی اہلیہ ،اِن کی دادی طالع بی بی نے بیعت تو شاید اپنے خاوند کے ساتھ کر لی تھی لیکن پورا یقین شاید نہیں تھا۔ طالع بی بی ان کا نام تھا۔ انہوں نے ایک خواب دیکھی تھی اوران کی خواب سن کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ جس عورت کو یہ خواب آئی ہے مگر اس عورت کو مجھ پر کامل یقین نہیں ہے۔ (کوئی خواب آئی تھی۔ اس سے یہ اظہار ہوتا تھا کہ حضرت مسیح

موعود علیہ السلام کی آمد پر، بعثت پر کامل یقین نہیں) فرمایا کہ "اگر وہ مجھ پر کامل یقین کرے تو خدا لڑکا عطا کرے گا"۔ چنانچہ یہ قادیان دستی بیعت کے لئے گئے اور پھر خدا تعالیٰ نے ان کو لڑکا عطا کیا جس کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عطاء الرحمٰن رکھا۔ یہ لطف الرحمٰن صاحب کے والد تھے۔ یہ بڑا لمبا عرصہ تعلیم الاسلام سکول میں بھی پڑھاتے رہے۔ سائنس پڑھاتے تھے۔ مَیں بھی سکول میں ان کے شاگردوں میں شامل تھا۔ آپ میاں عطاء الرحمٰن صاحب کے بڑے بیٹے تھے۔ مرکزی طور پر خدام الاحمدیہ پاکستان کے مہتممین کی خدمت کی توفیق پائی۔ المنار اور خالد کے ایڈیٹر بھی رہے۔ پھر سیرالیون چلے گئے اور کافی لمبا عرصہ وہاں سیرالیون میں جماعت کے سکول میں رہے۔ پھر ریٹائر ہو کے آپ امریکہ چلے گئے تھے۔ تقریر اور تحریر کا انہیں بہت ملکہ حاصل تھا۔ ان کے مضامین اکثر الفضل میں شائع ہوتے تھے۔ محمود مجیب اصغر صاحب کہتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ پاکستان آئے تو خلافت لائبریری میں حوالے تلاش کر رہے تھے۔ پوچھا تو لطف الرحمٰن صاحب نے یہ بتایا کہ امریکہ میں اخبارات میں اسلام اور قرآن پر جو اعتراضات ہوتے ہیں ان کا مستند حوالوں سے جواب تیار کر کے انہیں بھجواتا ہوں تو عموماً اخبار والے میرا مضمون شائع کر دیتے ہیں۔ اور اسی حوالے سے میں اس وقت خلافت لائبریری میں حوالے تلاش کر رہا ہوں۔

عطاء المجیب راشد صاحب نے بھی لکھا ہے کہ بہت وسیع مطالعہ تھا۔ مذہبی مسائل پر گہری نظر رکھنے والے تھے۔ اردو اور انگریزی پر یکساں عبور تھا۔ اردو میں بہت تحقیقی اور معلوماتی مضامین خاص عالمانہ انداز میں لکھتے تھے۔ علمی نکات تلاش کرنے کا بہت شوق تھا اور سلسلے کا لٹریچر ہمیشہ زیر مطالعہ رہتا تھا۔ بہت علم دوست تھے۔ برجستہ گوئی میں کمال رکھتے تھے۔ خلیل مبشر صاحب جو سیرالیون مشن میں امیر اور مبلغ انچارج رہے ہیں وہ کہتے ہیں کہ بیس سال سے زائد عرصہ ہم نے اکٹھے گزارا اور بڑا قریب سے ان کو دیکھنے کا موقع ملا۔ بڑا منفرد مقام رکھنے والے انسان تھے۔ عاجز، منکسر المزاج۔ کہتے ہیں خاکساری کی حالت ایسی تھی کہ میرے پاس بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ بڑے بے نفس انسان تھے اور یہ صرف مبالغہ نہیں۔ واقعی ان کی یہ حالت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تقریر اور تحریر کا بھی بڑا ملکہ دیا تھا۔

یہ احمدیہ سکول میں پہلے ٹیچر تھے پھر پرنسپل بن گئے اور بڑے عمدہ رنگ میں تمام انتظامی کام انہوں نے سر انجام دیئے۔ بڑے خشوع سے نمازیں ادا کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والے۔ چندوں میں نہایت باقاعدہ، صدقہ و خیرات کرنے والے۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے وجود تھے اور خلافت سے بھی ان کا بڑا اعقیدت کا اور محبت کا تعلق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا جو ۱۹۸۸ء کا سیرالیون کا دورہ تھا اس میں بھی ان کو قابل قدر خدمات کی توفیق ملی اور حضورؒ کا ادب اور احترام کہتے ہیں ایسا قابل دید تھا کہ دوسروں کے لئے بھی نمونہ تھا۔ یہاں بھی آئے ہیں۔ میرے ساتھ حالانکہ پرانا تعلق تھا لیکن خلافت کے بعد ان کا ایک انداز بالکل بدلا ہوا تھا۔

فضل احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ بھی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک عیسائی منّاد نے بَو (Bo) میں آ کر بڑا مجمع اکٹھا کر کے لوگوں کے سامنے فرضی معجزات پیش کئے۔ آپ نے اس کا تحریری جواب پیش کیا جس پر عیسائی بوکھلا گئے اور اس بات پر غیر احمدی مساجد کے علماء نے بھی بہت خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

اللہ تعالیٰ مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب مرحوم کی ' تمام نیکیاں قبول فرمائے، رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ نیز آپ کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔

(ادارہ مجلّہ النور، یو ایس اے)

آپ نے کیا جلایا؟

مولٰناعبد الباسط شاہد

عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب کی خبریں ہر پاکستانی ٹی وی چینل پر آ رہی تھیں جن میں بڑی تفصیل سے ذکر تھا کہ یہ دن بڑے جوش و جذبہ سے منایا جارہاہے۔ ہر شہر کی بڑی عمارتوں اور ہر مسجد پر بہت خوبصورت چراغاں کیا گیاہے۔ کھیر، حلوہ اور کیک بہت بڑے بڑے پیمانے پر بنائے گئے اور تقسیم کئے جارہے ہیں۔ بہت بڑے بڑے جلسے اور رنگ برنگ جلوس نکل رہے ہیں وغیرہ۔ ان خبروں کے ساتھ ساتھ ایک چھوٹی سی خبر یہ سننے میں آئی کہ دوالمیال ضلع چکوال میں باقاعدہ منصوبہ بندی سے راستہ بدل کر جلوس احمدیہ مسجد کی طرف آیا اور پھر میلاد منانے والوں نے ازراہ ظلم احمدیہ مسجد پر قبضہ کر لیا۔ نمازیوں کو مسجد کے اندر محبوس کر دیا گیا بعد میں سارے لٹریچر کو صحن میں پھینک کر لٹریچر اور مسجد کو آگ لگا دی گئی۔ مسجد سے اٹھتے ہوئے آگ کے شعلے اور دھوئیں کے بادل سوشل میڈیا پر نظر آتے رہے۔

دوالمیال ضلع جہلم کا ایک بہت پرانا قصبہ ہے۔ آج کل غالباً ضلع چکوال بن چکا ہے اور یہ قصبہ ضلع چکوال میں آتا ہے۔ یہ فوجی علاقہ ہے۔ متعدد مشہور فوجی افسروں کا تعلق اس تاریخی قصبہ سے ہے۔ قریباً آدھا گاؤں احمدی ہے جس مسجد کا اوپر ذکر ہؤا ہے اسے بنے ہوئے سو سال سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ اس قصبہ کا ہر شہری اور ہر باسی اور باشندہ احمدیوں کی مخالفت میں کچھ بھی کہے لیکن وہ یہ گواہی ضرور دے گا کہ اس نے اس مسجد سے اللہ کی بڑائی (اللہ اکبر) کا اعلان ہوتا ہؤا سنا ہے۔ وہ یہ ضرور بتائے گا کہ اس نے کلمہء شہادت اور حضور ﷺ کی رسالت کا ذکر بھی سنا ہے۔ سو سال سے زیادہ عرصہ سے اس مسجد نے عبادت اور اذان کی تعلیم دی ہے وہ شخص جس نے اس مسجد کو آگ لگائی اس کا ہاتھ آگے لگانے سے پہلے کانپ کانپ نہیں گیا ہو گا کہ اس مسجد کی اینٹ اینٹ اس کے خلاف گواہی دے گی۔

وہ کتابیں جو مسجد کے صحن میں ڈھیر کی گئی تھیں ان میں سے سر فہرست تو قرآن مجید تھا۔ قرآن مجید کے متعلق اعتراض کرنے والے یہ اعتراض تو غلط طور پر کرتے ہیں کہ ہم نے ترجمہ اور تفسیر میں کوئی تبدیلی کر دی ہے مگر قرآن مجید کا متن تو وہی ہے جو سب مسلمان مانتے اور پڑھتے ہیں۔ آگ لگانے والے کا دل یہ سوچ کر حلق میں نہ آگیا ہو گا کہ وہ اللہ کے اس کلام کو آگ دکھانے لگا ہے جس کی تبلیغ اور تعلیم کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور جو اس کے محبوب ﷺ نے دنیا کو بغرض اشاعت و تبلیغ دیا تھا۔ آگ لگانے والے نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو مد نظر رکھا؟ کلام اللہ کی شان کو ذہن میں رکھا؟ قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکامات اور حضور ﷺ کے ارشادات کی تعمیل کی یا ان کی نافرمانی اور گستاخی کا ارتکاب کیا؟

احمدیہ لٹریچر میں کیا ہوتا ہے؟ اس کی ہر سطر میں نہیں تو ہر صفحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام یا اسماء حسنٰی میں سے اللہ تعالیٰ کی کسی صفت یا نام کا ذکر ہو گا۔ قریباً ہر صفحہ پر حضرت محمد ﷺ لکھا ہو گا یعنی حضور کی عظمت، حضور کی شان، حضور کا مقام، حضور کی صداقت وغیرہ کا ذکر ہو گا۔ اس لٹریچر میں حضرت مرزا غلام احمد کا ذکر بھی ضرور ہو گا لیکن یہ ذکر جہاں بھی آئے گا وہاں غلامِ احمد کے طور پر ہی ہو گا۔ غلام کی جو بھی حالت ہو گی۔ جو بھی مقام ہو گا وہ اس کی غلامی کی وجہ سے اس کے مطاع و آقا حضرت محمد ﷺ کی عظمت و شان کو ظاہر کرے گا۔ محمد (ﷺ) کے کسی عاشق کو ایسی کسی چیز کو آگ لگانے کی جرأت ہو سکتی ہے؟

مسجد سے اٹھنے والے شعلے اور دھواں دنیا کے ہر ملک میں بسنے والے احمدیوں کے دلوں کی آہیں تھیں جو وہ اس ظلم کی وجہ سے بلند کر رہے تھے اور کر رہے ہیں کہ ظالموں نے ایسے غیر اسلامی، غیر اخلاقی، غیر انسانی کام کرنے کے لئے اس عظیم وجود کا نام استعمال کیا جو رحمۃ للعالمین، جس کے رحم، محبت، شفقت اور توجہ سے ہر انسان ہی نہیں کائنات کی ہر چیز حتّٰی کہ جانور اور پرندے بھی باہر نہ تھے۔ جس کی تعلیم یہ تھی کہ "دین سراسر خیر خواہی کا نام ہے"۔ جس نے ہر منفی انداز فکر کی نفی کرتے ہوئے مثبت انداز فکر میں سوچنا اسلام کا نشان بنا دیا اور "السلام علیکم" اسلام کا امتیاز بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ احمدیوں نے ہمیشہ

گالیاں سن کے دعا دو پاکے دکھ آرام دو

کو اپنا لائحۂ عمل بنایا۔

پھیر دے اے میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار

اکمل علیمی سے ایک ملاقات

سید ساجد احمد

اکمل علیمی معروف لکھاری ہیں اور آپ کے مضامین اردو اخبارات میں نظر آتے رہتے ہیں۔ آپ ایک لمبا عرصہ وائس آف امیریکا سے منسلک رہے اور ورجینیا میں رہتے ہیں۔

کچھ سال قبل مجھے اور میری اہلیہ کو کنکورڈیا کالج مورہیڈ مینیسوٹا میں امریکہ میں اسلام کے موضوع پر ایک مختصر کورس دینے کا موقع ملا۔ مضمون کے لئے مواد حاصل کرتے ہوئے ایک کتاب امریکہ میں اسلام اردو میں اکمل علیمی کے قلم سے لکھی ملی۔ عموماً اس موضوع پر مسلمان لکھنے والے احمدیت کا ذکر کرنے سے کتراتے ہیں، چھوڑ دیتے ہیں، یا بہت ہی مختصر کرتے ہیں مگر اکمل علیمی صاحب نے اپنی کتاب میں مناسب رنگ میں امریکہ کی تاریخ میں احمدیت کے کردار کا ذکر کیا ہے اور احمدیت اور اس کے اکابر کا ذکر کرتے ہوئے کہیں متعصبانہ زبان یا لہجہ استعمال نہیں کیا۔ پہلے سفید فام مسلمان الیگزانڈر ویب کے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ذریعے اسلام سے متعارف ہونے کا تذکرہ کیا ہے۔ حضرت مفتی صاحب کے امریکہ آنے اور شکاگو میں مرکز قائم کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اسلامک سنٹر واشنگٹن کی تعمیر کے سلسلے میں لکھا ہے: "وزارتِ خارجہ جس کے سربراہ چودھری محمد ظفر اللہ خان تھے عطیات کے لئے پاکستان کے حصے کی رقوم بر وقت منظور کرتی رہی۔" نیز لکھا ہے: "احمدیوں کی مساجد اور ادارے بھی اس ڈائریکٹری میں جگہ نہیں پا سکے جو اسلامک شوری کونسل آف نارتھ امریکہ اور "منسٹری آف وارث دین محمد" کے تعاون سے مرتب کی گئی ہے۔" مگر آپ نے امریکہ میں اسلامی تنظیموں کی فہرست میں جماعت احمدیہ کا پتہ بھی درج کیا ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر میرے دل میں بڑی خواہش پیدا ہوئی کہ انہیں ملنا چاہیئے۔

اکتوبر ۲۰۱۶ کے شروع میں مجھے ورجینیا میں ان کے گھر جا کر ملنے کا موقع ملا۔ بڑے تپاک سے ملے اور آپ نے اپنی سوانح عمری کا مختصر رنگ میں تعارف کرایا۔

میں نے ان کی کتاب میں احمدیت کے ذکر کے بارے میں بات کی تو کہنے لگے کہ جب اخبار جنگ والوں نے انہیں امریکہ میں اسلام کے موضوع پر لکھنے کو کہا تو یہ ضیاء الحق کی آمریت کا مشکل زمانہ تھا چنانچہ آپ نے جنگ سے اس بارے میں استفسار کیا۔ جنگ والوں نے انہیں کہا کہ جو سچ ہے وہ لکھ دو تو آپ نے جو سچ دیکھا لکھ دیا۔

آپ کو ملنے کے لئے جانے سے پہلے آپ کے بارے میں میں نے مکرم ظہیر باجوہ صاحب سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ جب ڈی سی میں کام کرتے تھے تو جمعہ کے لئے فضل مسجد آیا کرتے تھے۔ ملنے پر بتایا کہ وہ ایک بار مسجد فضل لندن بھی گئے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ملے تھے۔

ایک سچے اور سُچے صحافی کا اعتبار اور مرتبہ اسی میں ہے کہ وہ سچ اور حقیقت کے اظہار میں جرأت دکھائے اور حق کو نہ چھپائے۔